عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰ ۔ شمارہ نمبر ۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

دُنیا میں جو ظلم و جور ہو گا امام مہدیؑ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور نا انصافی کو نیست و نابود کر دیں گے۔

قُربانی کے احکام و مسائل

شہیدِ مظلوم، خلیفۂ سوم، دامادِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ عظیم المرتبت شخصیت

جنھوں نے قریش کے ظلم و ستم سہہ لیے

لیکن دینِ اسلام کو ترک نہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ

شدھی تحریک کے بانی شردھانند کے قاتل

غازی عبدالرشید قاضی شہیدؒ

اگر روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کے بدن میں موجود ہے تو

دُنیا کی کوئی طاقت

انہیں موت سے نہیں ڈرا سکتی۔

اہلِ سلام پر کفارِ قریش کے ظلم و جبر کی داستان

کفارِ قریش غریب مسلمانوں کو پکڑتے اور عرب کی تیز دھوپ میں

گرم ریتلی زمین پر لٹا دیتے اور چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے تاکہ وہ کروٹ نہ بدلنے پائیں۔

اخلاقی زوال کا سدِّ باب

تحریر :۔ رانا خالد علی جھنگ

اخلاق، خلق کی جمع ہے جس کے معنی ہے پختہ عادت۔ امام راغب اصفہانی المفردات میں لکھتے ہیں کہ خلق کا لفظ عادت اور خصلت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور محاسن خلق کا احساس بصیرت سے ہوتا ہے۔ امام غزالیؒ "احیاء علوم الدین" میں لفظ خلق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "خلق نفس کی اس ہیئت راسخ کا نام ہے جس سے تمام افعال بلا تکلف اور بلا تامل صادر ہوں۔ اگر یہ افعال عقلاً و شرعاً عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس ہیئت کو خلق نیک اور اگر برے اور قابل مذمت ہوں تو اس ہیئت کو خلق بد کہتے ہیں۔" حکیم الہند الشاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں: "انسان کی وہ کیفیت جو اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف و حالات کو جدوجہد کرکے اپنی طرف راجع کرے، خلق کہلاتی ہے۔" ڈاکٹر زکی مبارک اپنی تصنیف "الاخلاق عند الغزالی" میں رقمطراز ہیں: "نفس کو شریعت اسلامیہ کے قالب میں ڈھالنا اور انبیاء و صدیقین و شہداء اور دوسرے علمائے کرام کے نقش قدم کی طرف نفس کو مائل اور راغب کرنے کا نام اخلاق ہے۔" علامہ ابن تیمیہؒ نے اخلاق اور حصول سعادت پر قرآن کی روشنی میں جو تبصرہ فرمایا ہے وہ بھی لائق مطالعہ ہے۔ فرماتے ہیں: "دین اسلام خلق ہی کا دوسرا نام ہے اور تصوف کی حقیقت ہے جو شخص جس قدر اخلاق حسنہ کا مالک ہے اس کا درجہ دین اور تصوف میں بھی بلند ہے۔" لفظ خلق انتہائی وسعت کا حامل ہے، خلق مقصد حیات سے آگاہ ہو کر زندگی کو سلیقے اور قرینے سے بسر کرنے کا نام ہے۔ بالفاظ دیگر اخلاق صرف خوش کلامی اور ظاہری حسن سلوک کا نام نہیں بلکہ انسان کے جملہ اعمال و افعال میں توازن اور راستگی کا نام اخلاق ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم اخلاق ہی تھی۔ ہر مذہب کے نبی اور روحانی پیشواؤں نے اخلاق پر زور دیا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا تعارف ہی یوں کرایا کہ "انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" (مسند احمد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل ایمان کی نشانی اخلاق کو قرار دیا (ترمذی)۔ رسول رحمتؐ نے اخلاق حسنہ کو نیکی ہی کا دوسرا نام دیا "البر حسن الخلق"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "مومن کے میزان عمل میں قیامت کے دن جو سب سے زیادہ وزنی چیز ہو گی وہ اس کے اخلاق حسنہ ہوں گے" (ترمذی)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی اور بدی کا معیار خود مقرر کر دیا ہے اور وہ طاقت جو قانون اخلاق کے نفاذ میں پشت پناہی کرتی ہے وہ خشیت الٰہی اور آخرت کا خوف ہے۔ اگرچہ اسلام اجتماعی زندگی میں فرد اور معاشرے کو اصول اخلاق کی پابندی کی تلقین کرتا ہے لیکن اسلام اس سلسلہ میں خارجی دباؤ کی بجائے انسان کے اندرونی دباؤ کو زیادہ اہمیت دیتا ہے جو خدا اور آخرت کے عقیدے سے ہی میسر ہے۔ اسلام نیکی کو فرد کی ذات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اگر ایک فرد نیکی کو اچھا سمجھتے ہوئے اپناتا ہے تو اسے دوسروں تک پہنچانا بھی فرض قرار دیتا ہے۔ اسلامی نظام اخلاق کی بنیاد اخلاص پر رکھی گئی ہے۔ اخلاق حسنہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ریا اور دکھاوے سے پاک ہوں۔ اسلام میں اخلاق کا دائرہ صرف چند اوصاف ہی پر محیط نہیں بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ یہ حکومت، سیاست، معاشرت، معیشت، صحافت اور روحانیت ہر شعبہ میں راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام ایک صحیح اجتماعی نظام قائم کرنے اور ایک صالح و پاکیزہ سوسائٹی کو وجود میں لانے کا خواہشمند ہے۔ مگر ایسی سوسائٹی کا وجود اس وقت تک ممکن نہیں جب تک معاشرے کے افراد اخلاق فاضلہ و صفات حسنہ سے متصف نہ ہوں۔ قرآن مجید نے اس کا نسخہ تزکیہ نفس تجویز کیا ہے تاکہ معاشرہ مخرب اخلاق اور منتشر افکار کی آماجگاہ نہ بنے صحیح اور پاکیزہ ذہنیت افراد میں راسخ کی جائے تاکہ افراد میں ایک ایسی مضبوط سیرت پیدا ہو سکے جس سے اعمال صالحہ کا صدور طبعی طور پر ہونے لگے۔ اسلام افراد میں صداقت، نیک نفسی، احتساب، حق پسندی، ضبط نفس، تنظیم، وسعت نظر، انکسار و ایثار، فراخ حوصلگی، فرض شناسی، صبر و استقامت، شجاعت و بسالت، قناعت و استغناء، اطاعت امر اور اتباع قانون کے عمدہ اوصاف پیدا کرکے افراد کو اس قابل بناتا ہے کہ ان کے اجتماع سے ایک بہترین سوسائٹی وجود میں آسکے۔

آج عالم اسلام کو اخلاقی انحطاط کا سنگین مسئلہ درپیش ہے۔ مسلمان اخلاقی اقدار کو پامال کر رہا ہے اور ہماری نوجوان نسل بے راہ روی اور اخلاقی امراض کا شکار ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر سابقہ اقوام پر عذاب کا جہاں ذکر ہے وہاں اس عذاب کا سبب بھی بتایا گیا ہے۔ قوم شعیب پر ناپ تول میں کمی کے سبب عذاب آیا، قوم لوط پر جنسی انارکی، دھوکہ دہی اور راہزنی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا، بعض دوسری اقوام کفر، شرک اور الحاد کی بنا پر تباہ ہو گئیں بنی اسرائیل پر دائمی مسکنت اور لعنت اسی بنا پر مسلط کر دی گئی تھی وہ وعدہ خلافی کی مرتکب ہوئی تھی آج جب ہم اسلامی معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ وہ تمام اخلاقی بیماریاں جن میں سے ایک میں مبتلا ہونے کی بنا پر گزشتہ اقوام پر عذاب نازل ہوتا رہا ہے آج مجموعی لحاظ سے موجود ہیں اور اسی لئے مسلم امتہ اخلاقی مفاسد اور بحرانوں سے دوچار ہے۔ ہمارے اخلاق و کردار کے زوال میں تہذیب مغرب کی اندھا دھند تقلید، قوم پرستی و شخصیت پرستی، مذہب و اخلاق سے دوری، کتاب و سنت سے ناآشنائی، سرمایہ دارانہ نظام، مفاد پرستانہ حربے، فضول رسوم کی بھرمار، بے روزگاری، مزدور کی حق تلفی، معاشی عدم استحکام اور بیوروکریسی و سامراجی نظام تعلیم جیسی بیماریاں

باقی صفحہ ۲۷ پر

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

۷ تا ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۱۰ | شمارہ نمبر ۴

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱: اخلاقی زوال کا سدباب ۲

۲: خلق پیکر صلی اللہ علیہ وسلم ۴

۳: آستین کے سانپ (اداریہ) ۵

۴: آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی ۹

۵: قربانی کے احکام و مسائل ۱۱

۶: حضرت عثمان غنی ذوالنورین ۱۳

۷: غازی عبدالرشید قاضی شہید ۱۶

۸: امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ۱۸

۹: عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی اثرات ۲۰

۱۰: قریش کے ظلم و جبر کی داستان ۲۳

۱۱: اخبار ختم نبوت ۲۴

۱۲: فیصل میں ختم نبوت یوتھ فورس کا اجتماع ۲۴

۱۳: نیاز احمد جنگلانی کا دورہ ۲۵

۱۴: ربوہ میں امریکی قونصلیٹ کے قادیانی لیڈر سے خفیہ مذاکرات ۲۶

۱۵: جنت میں گھر بنائیں ۲۸

پرنٹر پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳۱۲ گرومندر کراچی

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

قانونی مشیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان

فون نمبر 770837

LONDON OFFICE:
35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ — ۱۵۰ روپے

ششماہی — ۷۵ روپے

سہ ماہی — ۳۵ روپے

فی پرچہ — ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک

۳۵ ڈالر

چیک ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان

ارسال کریں

پیکرِ خلق

واصف نظامی

خلق کے پیکر مہر کے خوگر صلے اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم شافعِ محشر صلے اللہ علیہ وسلم

ہم کو کیوں نہ ناز ہو تم پر صلے اللہ علیہ وسلم
لائے حق کے تم ہو پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم

دُور ہوا دنیا سے اندھیرا اور چمکا پُر نور سویرا
پیدا ہوئے جب ماہِ منور صلے اللہ علیہ وسلم

پہلے رسُولوں نے آنے کی دی تھی بشارت جن کی جہاں کو
آپ ہی ہیں جگ کے رہبر صلے اللہ علیہ وسلم

سب سے افضل سب سے اعلیٰ بعد خدا کے آپ کا درجہ
دونوں جہاں کے مالک و سرور صلے اللہ علیہ وسلم

سوئے ہوئے انساں کو جگایا آپ نے رستہ حق کا دکھایا
آئے جہاں میں رحمت بن کر صلے اللہ علیہ وسلم

واصف مجھ کو غم نہیں کچھ بھی بے کسوں و گنہگاروں کی
روزِ محشر ہوں گے مدد پر صلے اللہ علیہ وسلم

آستین کے سانپ قادیانی

پاکستان کا تصور حکیم الامت ترجمانِ حقیقت، شاعرِ مشرق اور عاشقِ رسول حضرت علامہ اقبالؒ نے پیش کیا تھا۔ جہاں مفکرِ پاکستان نے پاکستان کا عظیم تصور پیش کیا وہاں پیکرِ حکمت و دانائی اقبال مرحوم نے خطرے کی گھنٹی بجاتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اُمتِ مسلمہ کو دینِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کی ایک بہت بڑی گھناؤنی سازش "فتنۂ قادیانیت" سے بھی خبردار کیا تھا۔ محسنِ قوم علامہ اقبالؒ فرنگی کی تیار کردہ جھوٹی نبوت اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی سازشوں سے بخوبی آشنا تھے اس مردِ قلندر نے قادیانیت کے غلیظ چہرے سے نقاب سرکا کر اس کی بے وفا آنکھوں میں جھانک کر اس کی فوج و دماغ پڑھ کر اور اس کے دل کی تہوں میں اسلام اور ملتِ اسلامیہ سے بغاوت کے سرکش ادادوں کو اپنی چشم بینا سے دیکھ کر دو تاریخی جملے کہے تھے۔

۱۔ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ ۲۔ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد قادیانی مرکزِ کفر و الحاد "قادیان" سے ایک سازش کے تحت ربوہ منتقل ہو گئے۔ انگریز سر فرانس موڈی نے اپنے ان چہیتوں کو ربوہ میں ۱۰۳۴ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی پرانا آنہ فی مرلہ کے حساب سے ملتِ اسلامیہ سے غداری کے عوض "تحفتہً" عنایت کی۔ ربوہ ضلع جھنگ دریائے چناب کے کنارے چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا پاکستان کے مرکز میں واقع ہے اور دفاعی لحاظ سے ضلع سرگودھا کے قریب ایک اہم علاقہ ہے۔ قادیانی وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ کی وزارت نے حکومت کی نوازشات کا رُخ ربوہ کی طرف موڑ دیا۔ ربوہ میں ریلوے اسٹیشن قائم ہوا۔ سکولوں کی تعمیر شروع ہو گئی۔ تار گھر بنایا گیا۔ ہسپتال تعمیر ہوا۔ کالج معرضِ وجود میں آیا۔ بجلی پہنچائی گئی۔ سڑکیں بنائی گئیں اور دیگر تعمیر و ترقی کے بے شمار کام ہوئے ربوہ میں کسی مسلمان کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ نام نہاد قادیانی خلیفہ کی اپنی مطلق العنان خلافت تھی۔ خلیفہ کی اپنی عدالتیں اور نظارتیں تھیں۔ ربوہ شہر کے اپنے الگ اسٹام پیپر تھے۔ سکولوں کالجوں کے اساتذہ کا تمام اسٹاف قادیانی تھا۔ المختصر پاکستان میں ایک مضبوط اور ایک منظم قادیانی ریاست قائم ہو چکی تھی۔

اب ہم حقائق کی روشنی میں نہایت مختصر انداز میں ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔

اکھنڈ بھارت:۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

قادیانی مردے امانتاً دفن ہیں:۔ قادیانیوں نے آج تک وجودِ پاکستان کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن پاکستان ٹوٹ کر رہے گا اور ہم قبلہ و کعبہ قادیان ضرور جائیں گے۔ اسی لیے قادیانی اپنے مردوں کو ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں کیونکہ جب پاکستان ٹوٹ جائے گا تو ہم اپنے مردے یہاں سے نکال کر قادیان لے جائیں گے۔ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی و دیگر قادیانی گرو گھنٹالوں کی قبروں پر ایسی ہی باغیانہ اور غدارانہ تحریر بہ رقم نفیس جواب کی مصلحت کے تحت مٹا دی گئیں ہیں۔

قائدِ اعظم کا نمازِ جنازہ نہیں پڑھا:۔ محسنِ قوم، بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کا نمازِ جنازہ اس وقت کے قادیانی وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ مرتد نے نہیں پڑھا تھا بلکہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ باہر بیٹھا رہا۔ (وہ قائدِ اعظم کو کافر سمجھتا تھا کیونکہ قائدِ اعظم مرزا قادیانی کو نہیں مانتے تھے)

تقسیمِ ملک کے وقت قادیانیوں نے پاکستان میں شمولیت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور حد بندی کمیشن کے سامنے ایک الگ قادیانی ریاست کا مطالبہ کیا تھا اور اس میں اپنی تعداد، علیحدہ مذہب، اپنے اسکول، فوجی ملازمین کی کیفیت اور آبادی وغیرہ کی تفصیلات درج کیں حتیٰ کہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو قادیانی ریاست کا الگ نقشہ بھی پیش کیا۔ یہ تمام تفصیلات حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب PARTITION OF THE PUNJAB میں درج ہیں۔

بلوچستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ:۔ قادیانی جب اپنی علیحدہ ریاست قائم کرنے میں ناکام رہے تو پھر انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ پاکستان میں ایک صوبہ قادیانی ہونا چاہیے اس کے لیے انہوں نے بلوچستان کا انتخاب کیا۔ انہوں نے سوچا کہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا اور آبادی کی اکثریت اَن پڑھ ہے لہٰذا یہاں ہمارا گھوڑا سکہ خوب چلے گا لیکن علمائے حق نے ان کی اس سازش کے پرخچے اڑا دیئے۔

ملاحظہ ہو قادیانی منصوبہ!

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے زیادہ آبادی کو احمدی (یعنی قادیانی) بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو قادیانی بنانا کوئی مشکل کام نہیں۔ پس اگر جماعت اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد قادیانی بنایا جا سکتا ہے اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنا لیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے گا۔ (مرزا محمود احمد کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

لیاقت علی خان کا قتل:۔ گزشتہ دنوں قومی اخبارات میں اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ہفت روزہ تکبیر (مارچ ۱۹۸۶ء) میں پاکستان کے سابق سفیر جیمز سالوین ونسٹنٹ کی یادوں کے حوالے سے بتایا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی کنزے نے قتل کیا ہے۔ اس قادیانی کی پرورش ظفر اللہ خان قادیانی نے کی تھی۔ اب اس قتل کی وجہ بھی سنیئے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو حکم فرمایا کہ وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خان سے ملاقات کر کے انہیں قادیانیوں کی خرمستیوں اور سیاسی قلابازیوں سے آگاہ کرو۔ لہٰذا ملاقات کے لیے صرف پانچ منٹ کا وقت دیا گیا لیکن جب قاضی صاحب نے قادیانیت کے سربستہ رازوں کی گرہیں کھولیں تو لیاقت علی خان ششدر رہ گئے اور یہ پانچ منٹ کی ملاقات ڈھائی گھنٹہ میں بدل گئی۔ لیاقت علی خان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اب یہ بوجھ آپ کے کاندھوں سے میرے کندھوں پر آن پڑا ہے۔" سیالکوٹ میں قاضی صاحب کی لیاقت علی خان سے آخری ملاقات ہوئی اور اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ لیاقت علی خان نے سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا تھا اور راولپنڈی کے جلسہ عام میں اس کا اعلان کرنے والے تھے ادھر قادیانی سازشی قوتیں بھی تیار بیٹھی تھیں۔ جیمز کے بقول کنزے جلسہ عام میں اسٹیج کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس نے پٹھانوں والا لباس پہن رکھا تھا جو نہی شہید ملت اسٹیج پر آئے کنزے نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ شور و غل میں سید اکبر کو قاتل مشہور کر دیا گیا اور سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اسے ہلاک کر دیا گیا۔

کنزے راولپنڈی سے فرار ہو کر ربوہ پہنچا اس کے بعد وہ مغربی جرمنی فرار ہو گیا اور بقول جیمز کنزے آج بھی مغربی جرمنی کے شہر برلن میں زندہ ہے۔

اسرائیل میں چھ سو قادیانی فوجی:۔ اسرائیل نے مسلمانان عرب پر جو ظلم و ستم توڑے ہیں انہیں پڑھ کر ہلاکو، چنگیز خان کے مظالم بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ خصوصاً اسرائیل نے فلسطین میں خون ناحق کے جو دریا بہائے ہیں صرف وہی داستان ظلم پڑھ کر جسم پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے اور شریانوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آپ یہ پڑھ کر حیران رہ جائیں گے کہ ۱۹۷۲ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتایا اور حیرت میں ڈال دیا کہ جہاں ننگ انسانیت یہودی درندے فلسطین و دیگر عرب ممالک کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں وہاں ۶۰۰ قادیانی فوجی بھی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور اس چنگیزی کھیل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

اسرائیل میں قادیانی مشن:۔ اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی اجازت ہے۔ حال ہی میں روزنامہ نوائے وقت کے اول صفحہ پر ایک چونکا دینے والی تصویر شائع ہوئی جس میں اپنے فرائض تبلیغ سے سبکدوش ہونے والا قادیانی مشن کا سربراہ دوسرے نئے آنے والے قادیانی مشن کے سربراہ کا تعارف اسرائیل صدر سے کروا رہا ہے۔ اخبار میں راز فاش ہونے پر دار الکفر ربوہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔

امریکی ایجنٹ

قادیانی دنیا کی ہر استعماری طاقت کے ایجنٹ ہیں۔ بڑی طاقتوں کے بغل بچے بن کر رہتے ہیں اور اپنے مفادات سمیٹتے رہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں قادیانیوں کو روئے زمین پر ذلت کی خاک چاٹتے ہوئے دیکھ کر امریکہ اپنے ان پروردوں کی حمایت میں کھل کر سامنے آ گیا اور امریکہ نے واشگاف الفاظ میں حکومت پاکستان کو کہہ دیا ہے کہ امریکہ پاکستان کو امداد صرف اس شرط پر دے گا کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے خلاف اٹھائے گئے سارے قانونی اقدامات واپس لے لے اور انہیں حقائق سے نقاب اٹھاتے ہوئے پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیت کے نباض آغا شورش کشمیری کو بتایا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے اس کا آپ ہر لحاظ سے خیال رکھیں۔

دوسری مرتبہ جب میں پھر امریکہ کے سرکاری دورے پر گیا تو دوبارہ مجھے یہی ہدایت ملی کہ بھٹو نے کہا کہ یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کے لیے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں

رُوسی ایجنٹ

قادیانی بین الاقوامی سازشوں اور جاسوسی کے اتنے بڑے ماہر ہیں کہ دونوں سپر طاقتوں امریکہ اور روس کو اپنے انسانیت سوز اور اخلاق شکن منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اس بدنام زمانہ گروہ کی خدمات مستعار لینا پڑتی ہیں۔ قادیانی فتنے کا ایک ہاتھ امریکہ اور دوسرا روس نے تھاما ہوا ہے۔ گذشتہ دنوں رسوائے زمانہ مرزائی صنعت کار اور دار الکفر ربوہ کی ایک اہم شخصیت نصیر اے شیخ نے لاہور میں اپنی رہائش گاہ پر پاکستان میں مقیم روسی سفیر کے اعزاز میں ایک پر تکلف عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں ملک کی اہم شخصیات کو مدعو کیا۔ دعوت کے بعد نصیر اے شیخ اور روسی سفیر کی ایک اہم اور خفیہ میٹنگ ہوئی۔

علاوہ ازیں اسلام آباد میں ایک قادیانی پروفیسر جمیل احمد روسی لٹریچر تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا۔ اور اس وقت پاکستان میں قادیانی لابی پاکستان و افغانستان کے مابین تعلقات کی پوری رپورٹ روس کو پہنچا رہی ہے اور دوسری طرف قادیانیوں پر روسی نوازشات بھی دیکھئے کہ ننگ وطن ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز سے نوازا گیا

درحقیقت یہ نوبل پرائز روسی اور یہودی لابی کی طرف سے قادیانیوں کو ان کی خدمات کے عوض دیا گیا۔

شاہ فیصل کی شہادت

جب ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت محسن اسلام، خادم اُمت محمدیہ اور پاسبان حرم شاہ فیصل کو شہید کردیا گیا۔ تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں کے آنسو خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ ہر مسلمان کا دل زخموں سے چور چور تھا۔ لیکن اس وقت قادیان و ربوہ کی منحوس سرزمین پر قادیانی چراغاں کر رہے تھے۔ کیونکہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں فرزند اسلام کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس مجاہد ختم نبوت نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لیے کہا تھا چونکہ شاہ فیصل یہود کے ازلی دشمن تھے۔ اور وہ اسرائیل کے وجود کو برداشت نہ کرتے تھے۔ جبکہ قادیانی یہودیوں کے دیرینہ ایجنٹ ہیں اور ان کا آبائی وطن اسرائیل ہے۔

سقوط ڈھاکہ

جب سقوط ڈھاکہ ہوا تو ہر گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ جذبہ حب الوطنی سے لبریز ہر پاکستانی مجسمہ غم بنا ہوا بیٹھا تھا کیونکہ آج ان کے بھائی ان سے بچھڑ گئے تھے۔ اور وطن عزیز کا ایک بازو کٹ گیا تھا۔ لیکن رنج و الم کی ان گھڑیوں میں ربوہ قادیان میں شہنائیاں بج رہی تھیں۔ جھوٹی نبوت کے ان قادیانی نوجوانوں نے ربوہ کے بازاروں میں بھنگڑا ڈالا اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔ پاکستان کے ان ازلی دشمنوں نے وجود پاکستان کو اپنی منافقت کی تیغ سے جس طرح دو لخت کیا وہ ایک دلدوز داستان ہے۔

غدار ملت مرزا قادیانی کا غدار پوتا اور قادیانی امت کا کی کفریہ مشینری اہم پرزہ ایم ایم احمد سقوط ڈھاکہ کے وقت ملک کی منصوبہ بندی کمیشن کا ڈپٹی چیئرمین تھا۔ یہ ملکی معیشت پر کالا ناگ بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مشرق کو توڑنے کے لیے معاشی طور پر ایسی خطرناک سازش تیار کی کہ بنگالی اپنی معاشی زندگی اور احساس محرومی سے تنگ آکر پاکستان کے دشمن بن گئے۔ ایم ایم احمد نے یہ تاثر پھیلا دیا کہ محنت مشرقی پاکستان کرتا ہے اور مغربی پاکستان اس کے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت سے گلچھرے اڑاتا ہے۔ ملک کی ساری دولت پر مغربی پاکستان کا قبضہ ہے۔ اور مشرقی پاکستان کے باشندے غربت و افلاس کی چکی میں پس رہے ہیں دو بھائیوں کے درمیان نفرت و تفرقے کی یہ پہلی سنگین دیوار تھی۔ جو مشرقی پاکستان کے قاتل ایم ایم احمد نے اسرائیل کے اشارے پر کی۔ وطن عزیز کا خون کرنے والے اس مجرم نے بحریہ کے لیے جدید ترین اسلحہ آبدوزیں اور دیگر جنگی ساز و سامان نہ خریدا حالانکہ اس کی خریداری کے لیے رقم بھی مختص ہو چکی تھی۔

گذشتہ سے پیوستہ سال راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر بھی تھے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا مشرقی پاکستان کی علیحدگی ایک بڑی وجہ عظیم قادیانی ریاست کے قیام کا نظریہ تھا۔ بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے۔ جن میں غربت، ناخواندگی، پسماندگی، مواصلات کا فقدان بھی شامل تھا۔ یہ سب کچھ قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد کے کمالات کا نتیجہ تھا۔ پروفیسر فرید احمد کے صاحبزادہ نے بھی یہ انکشاف کیا کہ مرزائی بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں۔ اور انہیں سازشوں سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی۔

حکومت پر قبضہ کرنے کے منصوبے

انگریز نے جب اپنے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی کے سر پر جھوٹی نبوت کا تاج رکھا تو اس کے بعد قادیانیوں نے اپنی ایک خود مختار ریاست کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ جہاں وہ اپنی انگریزی نبوت کے عقائد کو پھیلا سکیں۔ چنانچہ ان کے خبث باطن کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ (الفضل ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر)

۲۔ اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے۔ تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔ (الفضل قادیان ۸ جولائی ۱۹۲۲ء)

ابوجہل کی پارٹی

ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہو گا جو فتح مکہ کے ابوجہل کی پارٹی اور ابوجہل کا ہوا تھا۔ (اخبار الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء)

قیام پاکستان سے لے کر آج تک قادیانی، اسلامی جمہوریہ پاکستان کو قادیانی ریاست (نعوذ باللہ) بنانے پر تلے ہوئے ہیں ان وطن دشمن عناصر نے کئی بار اقتدار پر قبضہ کرنے کی سازشیں تیار کیں۔ لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔

مرزائیوں کا سالانہ جلسہ دسمبر ۱۹۷۳ء کو ربوہ میں ہو رہا تھا۔ نام نہاد قادیانی خلیفہ مرزا ناصر تقریر کر رہا تھا۔

پاکستان ائیر فورس کا ایک جہاز اڑتا ہوا آیا اس نے فضا میں غوطہ لگا کر مرزا ناصر کو سلامی دی۔ دوسرا آیا اس نے بھی یہی عمل دہرایا۔ تیسرے نے بھی یہی فعل قبیح کیا۔ یہ سارے مرزائی پائیلٹ تھے۔ جنہوں نے ایئر فورس کے ایئر مارشل ظفر چودھری کے حکم سے ایسا کیا اس پر قادیانی خلیفہ مرزا ناصر خوشی سے پھولا نہ سمایا اس نے اپنا دامن پھیلا لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے حاضرین سے مخاطب ہوا۔ ”میں دیکھ رہا ہوں کہ احمدیت کا پھل جلد ہی پک کر میری جھولی میں گرنے والا ہے“ یہ قادیانی ریاست کی خوشخبری تھی لیکن جس کے دادا مرتد عصر مرزا قادیانی اور باپ قائد المنافقین مرزا بشیر الدین محمود نے کبھی سچ نہ بولا ہو اس کی زبان پر

پہ کیسے آسکتا تھا اس بات کو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت پورے زوروں سے اٹھی اور حکومت وقت نے انہیں کافر قرار دے دیا۔

سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں قادیانی جرنیل میجر آدم خان نے حکومت کا تختہ الٹنے کی خطرناک سازش تیار کی سادہ لوح مسلمان نوجوانوں کو بھی اس میں ملوث کر لیا گیا سازش پکڑی گئی قادیانی جرنیل جنرل آدم اور اس کے بیٹے میجر فاروق اور میجر افتخار جو ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان کے بھائی کے سالے ہیں قید کر لئے گئے اور قادیانی اُمّت سردی میں سکڑے ہوئے سانپ کی طرح بیٹھ گئی۔

اے مُحبانِ پاکستان

ہمارا وطن پاکستان. جان سے پیارا پاکستان جو کروڑوں قربانیوں کا ثمر ہے جسے حاصل کرنے کے لئے ہمارے اسلاف کو خون کی ندیاں عبور کرنا پڑیں جسے حاصل کرنے کے لئے ماؤں نے اپنے چہیتوں کو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر انہیں سوئے مقتل روانہ کیا جس کے حصول کے لئے طلباء کو اپنی تعلیم کو خیر باد کہنا پڑا جس کے حصول کے لئے علماء کرام کو پھانسی کے پھندوں کو چومنا پڑا جس کی آزادی کی قیمت بچوں نے نیزوں کی اَنیوں پر موت کا رقص کر کے ادا کی. جس کی آزادی کی تاریخ کے صفحات پر عفت مآب ماؤں بہنوں کی عزت و عصمت کے لٹے ہوئے قافلوں کی خونچکاں داستانیں پڑھ کر جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے لیکن.....

اے میرے وطن کے لوگو! قادیانی ہمارے اس گلستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جس کی مٹی ہمارے شہداء کے خون سے گندھی ہوئی ہے. قادیانی اس اسلامی ریاست کو قادیانی ریاست بنانا چاہتے ہیں وہ یہاں پرچم اسلام کو سرنگوں کر کے قادیانیت کا جھنڈا لہرانا چاہتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ یہاں اسلام زندہ باد، تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے بجائے احمدیت (قادیانیت) زندہ باد اور مرزا قادیانی زندہ باد کے نعرے لگانا چاہتے ہیں (معاذ اللہ) ختم نبوت کے ڈاکوؤں کا یہ گروہ یہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالم گیر نبوت کی جگہ انگریزی نبی مرزا قادیانی کی نبوت چلانا چاہتے ہیں (العیاذ باللہ) یہ حریصان اقتدار، کرسئ اقتدار سے مسلمان حکمرانوں کو اتار کر وہاں اپنے نام نہاد خلیفہ کو بٹھانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے یہودیوں کا غلام بنانا چاہتے ہیں

اے پاکستان کے سپاہیو وفدائیو! آستین کے ان سانپوں پر کڑی نگاہ رکھو! اور ان کے زہر قاتل سے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو بچاؤ. انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹاؤ کیونکہ یہ یہود و نصاریٰ کے گماشتے ہیں. افواج پاکستان سے انہیں نکال باہر کرو کیونکہ یہ جہاد کے منکر ہیں. غرضیکہ زندگی کے ہر میدان میں ان کا سختی سے محاسبہ کرو. رب العزت ہمیں غداران دین وملت سے جہاد کرنے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

تقریب تقسیم انعامات برائے چرم قربانی

جن بچوں نے درج ذیل مراکز چرم قربانی میں پچھلے سال کھالیں جمع کی تھیں ان کی تقریب تقسیم انعامات مورخہ ۲۱ر جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک ۱/۲ ۸ بجے صبح منعقد ہو رہی ہے۔

بمقام گلدستہ کلب متصل ڈی ایم ایس اسکول

مراکز

(۱) ڈی ایم ایس اسکول (۲) عالمگیر مسجد سینٹر (۳) رحمت عالم مسجد سینٹر (۴) پیر کالونی سینٹرز نمبر ۱ - نمبر ۲ . (۵) عثمانیہ مسجد سینٹر.

جن بچوں نے دہلی کالونی سینٹر میں کھالیں جمع کی تھیں ان کی تقریب ۲۸ر جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک ۹ بجے صبح . بمقام محمدی اسکول نزد شمیم مسجد دہلی کالونی منعقد ہوگی۔

ناظم، چرم عید قربان کمیٹی۔ انجمن نوجوانان ختم نبوت

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

..... اور وہ اعلانِ حق کرتے رہے۔

حکیم محمد فاروق

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اللہ کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوا کرتی، قانونِ قدرت ازل ہی کے دن سے ناآشنائے تغیر ہے ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ فرعونوں کے مقابلہ میں موسیٰؑ اور نمرود کے دعوائے خدائی کو باطل کرنے کے لئے ابراہیمؑ پیدا ہوتے رہے؎

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰؑ طلسم سامری

باطل کے مقابلہ میں حق کا ظہور لازمی ہے انسانیت کو مظلومیت اور طغیان و فساد کے بڑے بڑے نازک مرحلوں سے گزرنا پڑا ہے۔ مگر اس عالم سرگشتگی و حیرانی میں بھی دنیا حق پرستوں سے خالی نہیں رہی۔

کہنے والوں نے دار کے تخت پر چڑھ کر تلواروں اور نیزوں کے زخم کھا کر، قید خانہ میں طوق و بیڑیاں پہن کر بھی حق کا اعلان کیا ہے اور کوئی دھمکی، خوف اور اذیت اعلانِ حق سے انہیں باز نہیں رکھ سکی، سچائی کا نشہ خوف و مصیبت کی کسی ترشی سے بھی نہیں اتر سکتا۔

حق و صداقت کی تاریخ سرفروشی، ایثار اور راست گوئی کے واقعات سے لبریز ہے۔ یہی وہ واقعات ہیں جن پر انسانیت بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ انسانوں کے لئے ان میں روشنی ہے۔ بجلی کی پیدا کی ہوئی روشنی نہیں۔ ہدایت و فلاح کی روشنی جس سے قلب و ضمیر کے اندھیرے میں اجالا ہوتا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یزید کو اپنا ولی عہد بنا کر اس کے ہاتھ پر بیعت لینی چاہی تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت مخالفت کی اور ڈنکے کی چوٹ کہا

"کیا تم ہرقل کی سنت جاری کرنا چاہتے ہو کہ جب ایک قیصر مرے گا دوسرا قیصر جانشین ہوگا۔ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے۔

امیر معاویہؓ نے رومیوں کے ساتھ ایک مقررہ مدت تک کے لئے معاہدہ کیا تھا مگر انہوں نے اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی رومیوں پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ فوج روانہ ہونے لگی تو ایک صحابی عمرو بن عنبسہؓ تشریف لائے اور فرمایا

"اللہ اکبر! اللہ اکبر! وفاءِ عہد کرنی چاہئے۔ بدعہدی جائز نہیں۔

سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنکر حملے کی تیاری موقوف فرما دی۔ اور صلح کی مدت ختم ہونے تک کوئی لشکر کشی وغیرہ نہیں کی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں "حجۃ الاسلام" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ایک طرف امام غزالیؒ نے حکمت و اخلاق کے پھول برسائے ہیں اور دوسری طرف ان کے قلم اور زبان نے جابر و سرکش اور فاسق امیروں اور وزیروں کو ٹوکا ہے۔

معین الملک کی اتنی عظیم الشان شخصیت تھی کہ بڑے بڑے امراء اس کے نام سے تھراتے تھے حکومت کے سیاہ و سفید کا وہ مالک تھا، امام غزالیؒ نے اسے خط لکھا اور شراب نوشی پر شدید احتساب کیا

"شراب نوشی سے آپ باز رہیں کیونکہ گناہ کا رشتہ جب ظلم کے ساتھ دوہرا ہو جاتا ہے تو موت سے پہلے اس کا ٹوٹنا دشوار ہوتا ہے"۔

ایک دوسرے وزیر سلطنت کو جو ایک سرپھرا شخص تھا اور جس کے دماغ میں فرعونیت بھری ہوئی تھی، اسے ان الفاظ میں مخاطب فرماتے ہیں۔

"درحقیقت آپ کو اس کا علم ہونا چاہئے کہ جس بلا و آفت میں آپ مبتلا ہیں کوئی وزیر شاید مبتلا نہ تھا۔ کسی وزیر کے دور میں اسقدر ظلم اور تباہی نہ پھیلی تھی، جتنی کہ اب ہے"۔

اسی مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"وہ (مظلوم) بری طرح تباہ ہو گئے، ظالموں کے جور و ستم کی کوئی حد نہ رہی، رعایا سے دگنا محصول لیتے ہیں اور یہ رقم بادشاہ تک بھی نہیں پہنچتی، بلکہ کمزوروں اور ناتوانوں سے حاصل کر کے خود ہضم کر جاتے ہیں"۔

وزیر شہاب الاسلام کے نام حضرت امام غزالیؒ نے جو خطوط لکھے ہیں ان میں سے ایک اہم اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا لیا ہے مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا حالانکہ سب سے بودا گھر مکڑی کا ہوتا ہے، کاش وہ اس بات کو جانتے ہوتے"۔

سلطان سنجر کے رعب و داب کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اسی باعظمت اور صاحب جبروت کے سامنے امام غزالیؒ نے طویل تقریر فرمائی "میری ایک نصیحت قبول کیجئے وہ یہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو ہمیشہ ورد زبان رکھئے کیونکہ اس سے ایمان راسخ اور محکم ہوتا ہے۔ اگر آپ سے باز پرس کی جائے اور کہا جائے کہ ہم نے اپنے بندوں کو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں کو تمہاری رعایا بنایا تھا تم کو چند گھوڑوں کا مالک بھی ٹھہرایا تھا۔ مگر تم نے اپنا دل گھوڑوں میں لگا دیا، لیکن تم ہمارے بندوں سے غافل رہے۔ تم نے ہمارے بندوں کو اپنے گھوڑوں سے بھی کمتر درجہ میں رکھا۔ حالانکہ ہم نے کہہ دیا تھا کہ مومن کا احترام ہماری بارگاہ میں کعبہ سے بھی بڑھکر ہے۔ نئی حکومت کے امیرو! اگر تم چاہتے ہو کہ حکومت پائیدار اور خوشگوار ہو تو تمہارا فرض ہے کہ ازلی دولت کے قدر شناس بنو! کل قیامت کے دن کارکنانِ قضا و قدر خدا کے روبرو تم سے باز پرس کریں گے اور کہیں گے کہ تم نے نعمتِ خداوندی کا حق کس طرح

ادا کیا ہو گا"

نظام الدین بخیر الملک کے نام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اے امیر! اگر آپ آخرت میں سعادت اور شادکامی چاہتے ہیں تو فرمان خداوندی کو اپنا رہنما بنایئے، بجز فرمان حق تعالیٰ جاری کرنے کے کسی (دستور باطل) میں کوئی چیز تلاش نہ کریں اور نہ (طاغوتی نظام) کی پیروی کریں"

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قدر خشیت غالب تھی کہ آپ کے سامنے خلیفہ نے بڑی منت سماجت کے ساتھ عہدہ قضاء پیش کیا اور آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔

اس میں درس عبرت و موعظت ہے ان لوگوں کے لئے جو سرکاری عہدے اور اقتدار کی ذمہ داریوں کے حصول کے واسطے خود کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ یقیناً لذت نفس کا شکار ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ منصب وجاہ کی کرسیوں پر بیٹھ کر نفس و شکم کی فربہی کا سامان پیدا کریں۔

قاضی ابو یوسف کو حضرت امام ابو حنیفہ نے ہدایت لکھ کر بھیجی

"اگر کوئی شخص شریعت میں کسی بدعت کا مرتکب اور موجد ہو تو علانیہ طور پر اس کی غلطی کا اظہار کرنا۔ اس بات کی مطلق پرواہ نہ کرنا کہ وہ شخص جاہ و حکومت رکھتا ہے۔ کیونکہ اظہار حق میں اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہو گا۔ خود بادشاہ سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہو تو صاف صاف کہہ دینا"

حضرت شیخ احمد مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے جلال الدین شاہ اکبر کے دور پرفتن میں جس عزیمت کا اظہار فرمایا وہ تاریخ حق و صداقت کا روشن باب ہے۔ آپؒ نے اکبر کے مقربین کو بلا کر فرمایا کہ۔

"تمہارا بادشاہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا باغی ہو گیا ہے۔ جاؤ! میری طرف سے اس سے کہدو کہ اس کی بادشاہی اور اسکی فوج اور اس کی طاقت سب کچھ ایک دن مٹ جانے والی ہے۔ اسے چاہئے کہ توبہ کرے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تابعدار بنے ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا انتظار کرے"

چنانچہ یہی ہوا کہ اقتدار کی تمام قوتوں اور حکومت کی طمع سازیوں کے باوجود شہنشاہ اکبر کا "دین الٰہی" کامیاب نہ ہو سکا۔ ابوالفضل اور فیضی کی ذہانتیں بھی دھری کی دھری رہ گئیں۔ ادھر اکبر کی آنکھیں بند ہوئیں اور ادھر خود ساختہ "دین الٰہی" بھی ناکامی کی موت مر گیا۔

اکبر کے مرنے کے بعد جہانگیر تخت حکومت پر پورے جاہ و جلال کے ساتھ متمکن ہوا۔ جہانگیر کے دربار میں "سجدۂ تعظیمی" کی مشرکانہ رسم جاری تھی۔ درباری اس کے سامنے سجدۂ تعظیمی بجا لاتے۔ حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شہنشاہ جہانگیر نے اپنے دربار میں بلایا اور "سجدۂ تعظیمی" بجا لانے کے لئے حکم دیا۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے بھرے دربار میں فرمایا۔

"سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جائز نہیں اور اے جہانگیر! یہ کھلی ہوئی حماقت ہے کہ میں اپنے ہی جیسے بے بس اور مجبور کو سجدہ کروں..."

اس انکار اور حق گوئی کے جرم میں آپ کو قید کر دیا گیا

شاہزادہ خرم (شاہجہاں) کو آپ سے عقیدت تھی۔ شاہزادہ نے اپنے معتمد خاص "افضل خان" کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ سجدہ تعظیمی کریں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے گی

اس پیغام کے جواب میں حضرت مجدد سرہندیؒ نے فرمایا

"جان بچانے کے لئے یہ جائز ہے مگر عزیمت اسی میں ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا جائے"

حضرت مجدد سرہندیؒ کی قبر پر اللہ کی رحمت کے پھولوں کی سدا بارش رہے۔ کہ آپ قید خانہ کی سختیاں جھیلتے رہے۔ لیکن آپ کے پائے استقامت کو ذرہ برابر جنبش نہیں ہوئی۔ آخرکار شہنشاہ جہانگیر نے نادم ہو کر حضرت مجددؒ کی خدمت میں معروضہ بھیجا اور رہائی کا حکم دیا۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے اس کے جواب میں لکھا۔

"میرا اس قلعہ (قید) سے نکلنا چند شرائط پر مبنی ہے۔ بادشاہ کو سجدہ نہ کیا جائے، کفار سے شریعت کے احکام کے بموجب جزیہ لیا جائے، خلاف شریعت تمام قوانین منسوخ اور شریعت محمدیؐ کے مطابق قوانین جاری اور نافذ کئے جائیں، تمام بدعات کے کام موقوف کئے جائیں"

یہ شرائط خود شہنشاہ جہانگیر کے اقتدار پر بھی کسی نہ کسی حد تک اثر انداز ہوتی تھیں۔ مگر جہانگیر نے ان کو قبول کر لیا اور حضرت مجدد صاحبؒ قید سے آزاد ہو گئے۔ ملوکیت نے حق و صداقت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ یہ چند مثالیں اور کچھ واقعات ہیں جو اوپر پیش کئے گئے ہیں۔ آج بھی ایسی زبانوں کی ضرورت ہے جو بڑی سے بڑی شخصیت کی برائی پر اسے ٹوک سکیں اور کوئی طاقت، لالچ اور دھمکی اظہار حق سے انہیں باز نہ رکھ سکے۔ مرد مومن "منکر" کو کسی طرح گوارا ہی نہیں کر سکتا۔ "معصیت" کو دیکھ کر اس کی ایمانی غیرت جوش میں آجاتی ہے پس جہاں جہاں حق کی راہ سے تجاوز پایا جاتا ہے۔ وہاں احتساب کرنے والی زبان اور نگاہ کا ہونا ضروری ہے کہ غلط کاروں کو بروقت تنبیہ ہوتی رہے جو شخص معصیت سے باز نہ آئے اور تجاوز حق کی پالیسی کی روش پر جمارہے اسکو اسکے منصب سے ہٹا دینا چاہئے۔ ●●

تعطیل

بوجہ عید الاضحیٰ آئندہ شمارہ شائع نہیں ہو گا قارئین ختم نبوت اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ ——— (ادارہ)

ARFI JEWELLERS عارف جیولرز

FOR CREATION OF ATTRACTIVE JEWELLERY PH. 626236

ممتاز زیورات ۔ منفرد ڈیزائن

A Perfect Setting for a perfect Woman

Where trust is a Tradition.

ARFI JEWELLERS

34. MUHAMMADI SHOPING CENTRE

BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

قربانی کے احکام و مسائل

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی مدظلہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کی عبادت کے لیے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

قرآن مجید میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالٰی نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے اور وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں خصوصاً نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے

تکبیر تشریق

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآوازِ بلند ایک مرتبہ مذکورہ تکبیر کہنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ با جماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں اور مرد و عورت دونوں پر واجب ہے۔ البتہ عورت بآوازِ بلند تکبیر نہ کہے۔ آہستہ کہے۔ (شامی)

نماز عید

عید الاضحٰی کے دن مذکورۂ ذیل امور مسنون ہیں صبح کو سویرے اٹھنا، غسل و مسواک کرنا، پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا، خوشبو لگانا، نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں بآوازِ بلند تکبیر کہنا۔

نماز عید دو ۲ رکعت ہیں۔ نماز عید اور دوسری نمازوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہیے، پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔

نماز عید کے بعد خطبہ سننا مسنون ہے

فضائل قربانی

قربانی کرنا واجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی۔ کسی سال ترک نہیں فرمائی۔ مواظبت دلیلِ وجوب ہے۔ مواظبت کا مطلب لگاتار کرنا اور کسی سال نہ چھوڑنا ہے۔ اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے نہ کرنے والوں پر وعید ارشاد فرمائی۔ حدیث پاک میں بہت سی وعیدیں ملتی ہیں۔ مثلاً آپ کا یہ ارشاد کہ جو قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے علاوہ ازیں قرآن پاک میں بعض آیات قربانی کے سلسلے میں قطعی الدلالۃ تو نہیں ہیں البتہ قطعی الثبوت ہیں۔ اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے جو لوگ حدیث پاک کے مخالف ہیں اور اس کو حجت نہیں مانتے، وہ قربانی کا انکار کرتے ہیں اور ان سے جو لوگ متاثر ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں پیسے دے دیئے جائیں یا یتیم خانے میں رقم دے دی جائے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ عمل کی ایک تو صورت ہوتی ہے، دوسری حقیقت ہے۔ قربانی کی صورت یہی ہے۔ اس کی بڑی مصلحتیں ہیں اور اس کی حقیقت اخلاص ہے۔ آیت قرآنی سے یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ قربانی کی بڑی فضیلتیں ہیں۔

مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں۔؟ آپؐ نے فرمایا، قربانی تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے۔ صحابی نے پوچھا ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ اون کے متعلق فرمایا، اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ قربانی کے دن اس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالٰی کے یہاں قبولیت کی سند لے لیتا ہے۔ اس لیے تم قربانی خوش دلی سے کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قربانی سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔ الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی قربانی ذبح ہوتے وقت موجود رہو، کیونکہ پہلا قطرۂ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

قربانی کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔ اس لیے اہلِ اسلام سے درخواست ہے کہ اس عبادت کو ہرگز ترک نہ کریں جو اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ اور اس سلسلے میں جن شرائط اور آداب کا محفوظ رکھنا ضروری ہے، انہیں اپنے سامنے رکھیں اور قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر خریدیں۔ قربانی سے متعلق مسائل آئندہ سطور میں درج کئے جا رہے ہیں۔

مسائل قربانی

مسئلہ ۱: جس شخص پر صدقہ فطر واجب

ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۲: مسافر پر قربانی فرض نہیں ہے

مسئلہ ۳: قربانی کا وقت دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک ہے۔ بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو جانے کے بعد درست نہیں۔ قربانی کا جانور دن کو ذبح کرنا افضل ہے، اگرچہ رات کو بھی ذبح کر سکتا ہے لیکن افضلیت بقرعید کا دن پھر گیارہویں اور پھر بارہویں تاریخ ہے۔

مسئلہ ۴: شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھ لینے سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ دیہات اور گاؤں والے فجر کی نماز سے پہلے بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں۔ اگر شہری اپنا جانور قربانی کے لیے دیہات میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی بھی نمازِ عید سے قبل درست ہے اور ذبح کرانے کے بعد اس کا گوشت منگوا سکتا ہے۔

مسئلہ ۵: اگر مسافر بشرطیکہ مالدار ہو، کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے، یا رہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ جائے، یا کسی نادار آدمی کے پاس بارہویں تاریخ کو غروب شمس سے پہلے اتنا مال آجائے کہ صاحب نصاب ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں قربانی اس پر واجب ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۶: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا زیادہ اچھا ہے، اگر خود ذبح نہ کر سکتا ہو تو کسی اور سے بھی ذبح کرا سکتا ہے۔

مسئلہ ۷: قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ دل میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸: قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اس کو قبلہ رخ لٹا دے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

مسئلہ ۹: قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے نہیں، اولاد چاہے بالغ ہو یا نابالغ، مالدار ہو یا غیر مالدار ہو۔

مسئلہ ۱۰: درج ذیل جانوروں کی قربانی ہو سکتی ہے:

اونٹ۔ اونٹنی، بکرا۔ بکری، بھیڑ۔ دنبہ،

گائے۔ بیل، بھینس، بھینسا۔

بکرا، بکری، بھیڑ اور دنبہ کے علاوہ باقی جانوروں میں سات تک آدمی شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب قربانی کی نیت سے شریک ہوں یا عقیقہ کی نیت سے، صرف گوشت کی نیت سے شریک نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۱: اگر قربانی کا جانور اس نیت سے خریدا کہ بعد میں کوئی مل گیا تو شریک کروں گا اور بعد میں کسی اور کو قربانی یا عقیقہ کی نیت سے شریک کیا تو قربانی درست ہے اور اگر خریدتے وقت کسی اور کو شریک کرنے کی نیت نہ تھی بلکہ پورا جانور اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت سے خریدا تھا تو اب اگر شریک کرنے والا غریب ہے کسی اور کو شریک نہیں کر سکتا اور اگر مالدار ہے تو شریک کر سکتا ہے، البتہ بہتر نہیں ہے

مسئلہ ۱۲: قربانی کا جانور گم ہوا، اس کے بعد دوسرا خریدا، اگر قربانی کرنیوالا امیر ہے تو ان دونوں جانوروں میں سے جس کو چاہے ذبح کرے جبکہ غریب پر ان دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۳: قربانی کے جانور میں اگر کئی شرکاء ہیں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کرے۔

مسئلہ ۱۴: بھیڑ، بکری جب ایک سال کا ہو جائے، گائے، بھینس دو سال کے اور اونٹ پانچ سال کا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اگر اس سے کم ہے تو جائز نہیں۔ ہاں دنبہ اور بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵: قربانی کا جانور اگر اندھا ہو، یا ایک آنکھ کی ایک تہائی یا اس سے زائد روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا دم ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶: اسی طرح اگر جانور ایک پاؤں سے لنگڑا ہے یعنی تین پاؤں پر چلتا ہے چوتھے پاؤں کا سہارا نہیں لیتا تو ایسے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں، ہاں اگر وہ چوتھے سے سہارا لیتا ہے لیکن لنگڑا کے چلتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ ۱۷: قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیے، اگر جانور اس قدر کمزور ہے کہ ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے

مسئلہ ۱۸: اگر کسی جانور کے تمام دانت گر گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر اکثر دانت باقی ہیں، کچھ گر گئے ہیں تو قربانی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹: جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰: اگر کسی جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں، اس طور پر کہ دماغ اس سے متاثر ہوا ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے اور معمولی ٹوٹے ہیں یا سرے سے سینگ ہی نہیں ہیں، جیسے اونٹ کے، تو بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ ۲۱: خصی اور خارشی جانور کی قربانی جائز ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے بےحد کمزور ہو گیا ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲: اگر قربانی کے جانور میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوا، جس کے ہوتے ہوئے قربانی درست نہیں ہے تو مالدار شخص کے لیے ضروری ہے

باقی ص ۲۷ پر

حصہ اول

شہیدِ مظلوم ۔ خلیفہ سوم ۔ دامادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضؓ

محمد اقبال
حیدرآباد

وہ عظیم المرتبت شخصیت جنھوں نے قریش کے ظلم وستم سہہ لیے لیکن دینِ اسلام کو ترک نہ کیا۔

آپ کا نام عثمان بن عفان اور کنیتیں ابو عبداللہ اور ابو عمر ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبدِ مناف سے ملتا ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن شمس بن عبدِ مناف۔

حضرت عثمان نسبی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین رشتہ دار۔ آپؓ کی والدہ حضورؐ کی عمہ زاد (پھوپھی زاد) بہن تھیں۔ آپؓ کو حضورؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ جب رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ان کی بہن ام کلثومؓ سے آپؓ کا نکاح ہوا۔ اور آپؓ دنیا بھر میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ پوری انسانیت میں کسی انسان کو یہ شرف نہ ملا کہ کسی نبی کی دو صاحبزادیاں اس کے عقد میں آئی ہوں۔ جب ام کلثومؓ کی وفات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری کوئی اور بیٹی باقی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔

صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چھ سال بعد ۷۶ ۵ ء بمقام طائف ہوئی۔

حضرت عثمانؓ اسلام کے ابتدائی دور میں اس وقت مسلمان ہوئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو دعوت اسلام دی جسے آپؓ نے بخوشی قبول کر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے کہا تھا کہ افسوس تم حق و باطل میں امتیاز رکھتے ہوئے بھی کس طرح بت پرستی میں پڑے ہوئے ہو۔ کیا یہ بے جان پتھر نہیں ہیں جو نہ تم کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبداللہ کو اپنا پیغام دے کر تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے بھیجا ہے کیا تم پسند کرو گے کہ ان کے پاس حاضر ہو کر ان کی دعوت کو سنو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ضرور۔

اتفاقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس طرف سے ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ عثمان! جنت الٰہی میں داخلہ قبول کرو۔ میں تمہاری اور تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں میں یہ الفاظ سن کر اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ فوراً مسلمان ہو گیا اور توحید و رسالت کا اقرار کر لیا۔

حضرت عثمانؓ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جن سے قبل صرف دو بزرگ مشرف با اسلام ہوئے تھے اور ان کو "السابقون الاولون ...... رضی اللہ عنہم و رضوعنہ" کا اعزاز ملا۔ حضرت عثمان مشرف با اسلام ہوئے تو قریش نے ان کو سخت ایذائیں دیں۔ ان کا چچا حکم بن عاص نے رسی سے باندھا اور کہا تم نے آباؤ واجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ خدا کی قسم جب تک اسے ترک نہ کرو گے تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ عثمانؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں دین اسلام کو کبھی ترک نہ کروں گا۔ آخر ظالم ظلم سے عاجز آ گئے اور آپ کو رہائی ملی۔

آپ نے حقیقی چچا کو چھوڑنا پسند کیا۔ مگر اسلام چھوڑنا پسند نہ کیا۔

حبشہ اسلام کا پہلا دارالہجرت اور مدینہ دوسرا دارالہجرت۔ آپ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اہل بیت سمیت ہجرت کا شرف حاصل کیا دونوں طرف اسلام کی خاطر اپنے وطن عزیز اور خویش و اقارب کو خیرباد کہا اور ان عشرہ سے تھے جنہیں لسانِ نبوت سے اس دنیا میں جنت کی بشارت مل چکی تھی اور ان چند بلند قسمتوں میں سے تھے جن سے آپؐ وفات کے وقت ہر طرح سے راضی تھے۔ آپؓ نے اس ہاتھ کو عمر بھر پلیدی سے بچا لیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔

غزوہ تبوک میں آپ کی امداد سے متاثر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ آپؓ کے حق میں دعا کی۔ آپؓ نے غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل پر ۳۰۰ سو اونٹ پھر دو سو اونٹ اور پھر تین سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر چوتھی اپیل پر ایک ہزار اشرفیاں پیش کر دیں۔

آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دن کے فاقے کی خبر سن کر آٹے گندم اور چھوہاروں کی چند بوریاں، سالم بکری کا گوشت اور تین سو درہم نقد ارسالِ خدمت کر دیا۔ ساتھ ہی بہت سی پکی پکائی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بھی پہنچا دیا۔ آپ نے ایام قحط میں ایک ہزار غلہ فقرائے مدینہ میں تقسیم کر دیا۔ آپؓ ہی کی رفاہی کوششوں کا نتیجہ ذیل کے کنوئیں ہیں۔

بیر سائب ۔ بیر رومہ ۔ بیر عامہ ۔ بیر عریس۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے پاس جیش عسرہ میں امداد کے لئے آدمی بھیجا۔ حضرت عثمانؓ نے دس ہزار دینار آپؐ کے پاس بھیج دیئے۔ وہ آپؐ کے سامنے ڈال دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں سے انہیں الٹتے پلٹتے جاتے تھے اس طرح پر کہ کبھی آپ کے دونوں ہاتھوں کی پشت نمایاں ہوتی اور کبھی دونوں ہتھیلیاں (یا دینار کا کبھی نمبر والا حصہ اوپر ہوتا اور کبھی مہر والا) اور آپؐ حضرت عثمانؓ کو دعا دے رہے تھے اے عثمان! اللہ تیرے

سے اس گناہ کو جو تو نے چھپ کر کیا اعلانیہ یا اپنے باطن میں کئے ہیں اور جو کچھ قیامت کے قائم ہونے تک ہونے والے ہوں۔ اس کی تو اے اللہ! مغفرت فرما دے۔ آدمی جب مرتا ہے اس کے لئے قیامت اسی دن قائم ہو جاتی ہے۔ عثمانؓ کو کوئی پرواہ نہیں اگر اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے۔

آپؓ نے دس لاکھ اشرفیاں خدا کی راہ میں وقف کیں۔ سینکڑوں بیواؤں، یتیموں اور غریب رشتہ داروں کی پرورش و کفالت آپؓ کا دستور العمل تھا۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا آپؓ کا شعار تھا۔ آپؓ نے مکہ اور مدینے کی راہ میں ایک سرائے بنوائی اور اس سے ملحق ایک بازار بسایا۔ آپؓ نے اس راستے پر آب شیریں کا ایک کنواں کھدوایا۔ آپؓ نے سیلاب کے خطرے کے پیش نظر مدینے سے تھوڑے فاصلے پر مدری کے قریب بند بنوایا اور نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ آپؓ نے مسجد نبوی کی توسیع کر کے اسے حسین عمارت میں تبدیل کر دیا۔

آپؓ نے مساجد کی آبادی کے لئے تنخواہ دار موذن مقرر کئے۔ آپؓ نے زمانہ نبوی میں کتابت قرآن اور زمانہ خلافت میں تقریر و خلافت کا کام کیا۔ آپؓ نے رعایا کی آسائش کے لئے سڑکیں، پل اور مسافر خانے بنوائے۔ آپؓ نے مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم کیں۔ آپؓ کے دور خلافت میں سپاہیوں کی تنخواہ میں ایک سو درہم کا اضافہ ہوا۔ آپؓ نے چراگاہوں میں مویشیوں کے لئے چشمے کھدوائے۔ اسلام سے قبل بھی آپؓ مکہ بھر میں معزز و موقر تھے آپؓ کی حیا اور سخاوت ضرب المثل تھی۔ حضرت عثمانؓ نے قبل اسلام بھی بت پرستی نہیں کی اور شراب نہیں پی۔

آپؓ کا دامن مالدار ہونے کے باوجود مالداری کی برائیوں سے آلودہ نہ ہوا۔ دل ہمیشہ خوف خدا سے معمور رہتا تھا۔ حضرت عبدالملک بن شدادؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو جمعہ کے دن منبر پر دیکھا۔ آپؓ ایک عدنی موٹا تہہ بند باندھے ہوئے تھے جس کی قیمت چار یا پانچ درہم سے زائد نہ ہوگی اور ایک معمولی سی گیروا رنگ کی کوفی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ شرجیل بن مسلم فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ لوگوں کو تو خلافت کے مطابق کھانا کھلاتے تھے اور خود گھر میں جا کر سرکہ اور روغن زیتون سے کھانا تناول فرماتے۔

یہ مسلمہ تاریخی واقعہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں کہ حضرت عثمانؓ صحابہؓ میں سب سے زیادہ دولت مند اور متمول تھے۔ ان کی دولت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہزار ہا روپیہ بیر رومہ کی خریداری پر صرف کئے ایک بیش رقم سے مسجد نبویؐ کی توسیع کی اور لاکھوں روپیوں سے جیش عسرت کو آراستہ کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ راہ خدا میں جس کی جود و سخا کا یہ حال ہو وہ اپنی دولت سے ذوالقربیٰ کے ساتھ کچھ صلہ رحمی نہیں کر سکتا؟ حضرت عثمانؓ نے ایک موقع پر تقریر فرمائی:-

لوگ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے ساتھ فیاضی کرتا ہوں۔ لیکن میری محبت نے مجھے ظلم کی طرف مائل نہیں کیا۔ بلکہ میں صرف ان کے واجبی حقوق ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح فیاضی بھی اپنے ہی مال تک محدود ہے۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی دوسرے کے لئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں بھی اپنے مال سے گرانقدر عطیے دیا کرتا تھا۔ حالانکہ میں اس زمانے میں بخیل و حریص تھا۔ اب جبکہ میں اپنی خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں۔ زندگی ختم ہو چکی ہے اور اپنا تمام سرمایہ اپنے اہل و عیال کے سپرد کر دیا ہے تو مفسدین ایسی باتیں مشہور کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے کسی شہر پر خراج کا کوئی بار ایسا نہیں ڈالا ہے کہ اس قسم کا الزام دیا جائز ہو اور جو کچھ وصول ہوا وہ ان ہی لوگوں کے رفاہ و بہبود پر صرف ہوا۔ میرے پاس خمس آتا ہے اور اس میں سے بھی میرے لئے کچھ لینا جائز نہیں۔ مسلمانوں نے اس کو میرے مشورہ کے بغیر مستحقین میں صرف کیا۔ خدا کے مال میں ایک پیسہ کا بھی تصرف نہیں کیا جاتا۔ میں اس سے کچھ نہیں لیتا ہوں یہاں تک کہ کھاتا بھی ہوں اپنے ہی مال سے (طبری)

بیعت رضوان حضرت عثمانؓ کی وجہ سے ہوئی۔ ۶ھ میں آپ نے صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین مکہ سے گفتگو کے لئے حضرت عثمانؓ کو بھیجا۔ اچانک یہ خبر اڑ گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو ہمراہ صحابہؓ سے بیعت لی کہ مر جائیں گے لیکن خون عثمانؓ کا بدلہ لیں گے۔ حضرت خبیبؓ اور ستر قراء کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے لیکن آپؐ نے صحابہؓ سے ایسی بیعت نہ لی جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سن کر لی۔ آپؓ کی جو شہادت سن کر آپ اپنی جان اور چودہ سو صحابہؓ کی جانیں دم عثمانؓ کے لئے قربان کر رہے ہیں علامہ خطیب فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے کسی حواری کیلئے ایسی بیعت لیتے تو عیسائی ان کی پرستش کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بیعت اتنی پسند آئی۔ ارشاد ہوا۔
لقد رضی اللہ ...... مجھے اپنی ذات کی قسم! میں مومنین سے جب وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے راضی ہو گیا ہوں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
پچکے ہوئے گال پتلا کمزور جسم
● جسمانی وزن، قد کاٹھ، طاقت، خون و بھوک بڑھانے کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام مردانہ، زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● روزانہ کئی سیر دودھ، گھی، گوشت، فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ مجرب ترین دیسی دواؤں کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔ نوٹ:۔ خط بالکل مختصر و چھوٹا لکھیں پتہ صرف اردو میں لکھیں
حکیم بشیر احمد بشیر
رجسٹرڈ بائے گورنمنٹ آف پاکستان
چاندنی چوک محلہ غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان
پوسٹ کوڈ 38900
فون دفتر: 354840 فون گھر: 354795

اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کی حیثیت سے مکہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے بیعت کر لی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ درحقیقت عثمان خدا اور رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں پھر آپؐ نے اپنا ایک ہاتھ حضرت عثمانؓ کی طرف سے، اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا بس حضرت عثمان کے لئے رسول اللہ کا ہاتھ بہتر تھا۔ ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے اپنے اپنے لئے بیعت کی۔

حضرت انسؓ کے الفاظ رسول رسول اللہ کتنے پیارے ہیں سبحان اللہ! حضورؐ رسول اللہ ہیں اور حضرت عثمان رسولِ رسول اللہ ہیں۔

سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۹۶ پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول نقل ہے۔

وہ اس ہاتھ نے ان کی طرف سے قائم مقامی کی جس سے بہتر کوئی دوسرا ہاتھ نہیں۔

قائم مقامی کیا! خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ فرما رہے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں بیعت رضوان ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا: یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے پھر اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہے۔

رسول اللہؐ کا مقدس ہاتھ جس سے بہتر کوئی ہاتھ نہیں حضرت عثمانؓ کی قائم مقامی کر رہا ہے۔ یہ حضرت عثمانؓ کے تاج فخر کا وہ طرۂ شرف ہے جو ان کے علاوہ اور کسی کے حصہ میں نہ آیا۔

سے جس سے وہ آپ ہی فرمائیں کہ ہم ترسے ہیں۔
اپنی آنسوں میں یہ تاثر کہاں سے لاؤں۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیں ید اللہ فوق ایدیھم اور حضورؐ اپنے اسی ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیں گویا ید اللہ ید عثمان ہے

دوسرا انعام ملاحظہ فرمادیں حضرت عثمانؓ کے خونِ ناحق کا بدلہ لینے کے لئے یارانِ رسولؐ جو رسول کرم

باقی صفحہ ۲۷ پر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی
حیات و نزول کا عقیدہ
مجددین و اکابر امت کی نظر میں

از قلم: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ

حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اسلام کا قطعی عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث کے قطعی دلائل سے ثابت ہے مذکورہ کتاب میں اسی عقیدہ کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس وقت تک اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ کتاب اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں اس موضوع پر سلسلہ وار تیرہ صدیوں کے اکابر امت کی تصریحات و آراء جمع کی گئی ہیں۔ کتاب ہٰذا فتنہ مرزائیت کے اس فریب کا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور جس عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ نازل ہونا ہے وہ مرزا قادیانی علیہ اللعنت ہے پردہ چاک کیا گیا ہے۔

مشہور محقق اور اہل قلم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ کے قلم سے نکلا ہوا یہ عظیم تحفہ ہے جو علماء طلبہ اور مبلغین و مناظرین کیلئے انتہائی کارآمد ہے۔

عام آدمی بھی اسے پڑھنے کے بعد مرزائیوں کو منہ توڑ جواب دے سکتا ہے۔ یہ کتاب انتہائی محدود تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ اس لیے جلد از جلد منگوالیں۔

کتاب دو سو اڑتالیس صفحات اور عمدہ آفسٹ پیپر شائع ہو گئی ہے۔ قیمت انتہائی مناسب ________
یعنی پچیس روپے مع ڈاک خرچ ________

ملنے کا پتہ
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون نمبر: ۷۷۸۰۳۳۷

شخصیات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ شدھی تحریک کے بانی شردھانند کے قاتل غازی عبدالرشید قاضی شہیدؒ

تحریر: رائے محمد کمال صاحب

بھارت کی راجدھانی کے چاندنی چوک پر موتی مسجد واقع ہے۔ اس کے سامنے دہلی کارپوریشن کا مرکزی دفتر ہے۔ اگر بلدیہ کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوں تو صحن میں نصب ایک مجسمہ نظر پڑے گا۔ یہ بُت ایک دہن دراز آریہ سماجی لیڈر گستاخِ رسولؐ سوامی شردھانند کا ہے۔ اس نے بڑے متعصبانہ رنگ میں شدھی تحریک چلائی۔ مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے طول و عرض میں موجود پیروکارانِ اسلام کو کس طرح دوبارہ ہندو بنایا جائے۔ دوسری طرف ہندوؤں کے اذہان میں نظریہ سنگھٹن بٹھایا گیا کہ بزورِ شمشیر مسلمانوں کو ہندو مت میں واپس لایا جائے یا ان کو تہ تیغ کر دیا جائے۔ فساد و شر کے اس اوتار نے اعلان کیا کہ ہم نے اوم کا جھنڈا صرف بھارت میں لہرایا ہے۔ آگے چل کر شدھی کی تحریک ہم ساری دنیا میں پھیلائیں گے اور اوم کا جھنڈا کعبہ پر بھی لہرائیں گے۔

چونکہ دشمنانِ اسلام بخوبی آگاہ ہیں کہ جب تک خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین راحت العاشقین انیس الغریبین آقائے دوجہاں نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کلمہ گوؤں کی نسبت غلامی قائم و دائم ہے، وہ مطلوبہ مقاصد ہرگز حاصل نہ کر سکیں گے۔ اگر روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے بدن میں موجود رہے تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں موت سے نہیں ڈرا سکتی اور اگر خوفِ مرگ پیدا نہ ہو تو طوفان سے ٹکراتے رہنا ایک دلپذیر مشغلہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا انہیں مصلحتوں کے سبب ابلیس کی مجلس شوریٰ میں فیصلہ ہوا کہ پہلے اہل ایمان کے دلوں سے عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چنگاری بجھا دی جائے۔ یہ گستاخانہ عزائم تھے جس کے پیش نظر آریہ سماج کا تشخص اُجاگر کیا گیا اور برصغیر پاک و ہند میں کوبکو ایک گہری اور منظم سازش کے تحت تحریکِ شماتتِ رسولؐ شروع ہوئی۔

اس کی پہلی واضح علامت آنجہانی دیانند سرسوتی کے انتہاپسند چیلے سوامی شردھانند کی صورت میں سامنے آئی۔ اس کا مرکز دہلی تھا۔ مسلمانوں کی دل آزاری، فضیلتِ قرآن کی جحد و جہد، مشاہیرِ اسلام پر گستاخانہ تبصرے، اولیاء کرام کی توہین، صحابہ کرامؓ کے متعلق مغلظات اور بکواس، شانِ اہلبیتؓ میں ہرزہ سرائی، امہات المومنینؓ کو گالیاں اور سرکارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حرمت اقدس کو نشانہ سب و شتم بنانا ہی اس کا مقصدِ حیات تھا۔ وہ برملا کہتا کہ اگر ہندو بقا چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کو فنا کر دیں۔ ہمارا موضوع فی الحال اس مردودِ رسالت پناہ پر شہبازِ عشق کے جھپٹنے پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے تک محدود ہے۔

دسمبر ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ سوامی شردھانند دہلی میں اپنے نیا بازار والے مکان پر موجود تھا کہ ایک غیرت مند نوجوان نے اسے للکارا اور پے در پے پستول سے فائر کر کے دشمنِ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ حملہ آور نے تاریخ میں غازی عبدالرشید شہیدؒ کے نام سے شہرت پائی۔

بلند شہر اور میرٹھ کے بارہ دیہات و قصبات پر مشتمل ایک علاقہ بارہ بستی افغاناں کے نام سے مشہور ہے اور اس کا مرکزی مقام قصبہ بگراسی ضلع بلند شہر میں ہے۔ قاضی عبدالرشید صاحبؒ بگراسی کے ایک علمی معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے تایازاد بھائی مولانا قاضی سید محمد بشیر سے حاصل کی اور درس نظامی کے لئے گلاوٹھی کے ایک عربی مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ ازاں بعد آپ اپنے والدین کے ہمراہ بگراسی سے ترک سکونت کر کے دہلی میں آبسے۔ غازی عبدالرشید شہیدؒ پر مذہب کی گہری چھاپ تھی اور عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کا سرمایہ حیات۔ دیوان سنگھ مفتون نے اپنی مشہور کتاب "ناقابلِ فراموش" میں سوامی شردھانند کے واقعہ قتل کے بارے میں لکھا ہے "میں فوراً سوامی جی کے نیا بازار والے مکان پر پہنچا۔ اس وقت واقعہ کو ہوئے ایک گھنٹے سے کم عرصہ ہوا تھا۔ سوامی جی مقتول حالت میں خون سے لت پت لکڑی کے تخت پوش پر پڑے تھے۔ قاتل عبدالرشید حراست میں تھا۔ ہزاروں لوگ جمع تھے۔ اور شیخ نذیر الحق انسپکٹر پولیس ابتدائی تحقیق میں مصروف تھے۔ میں نے جب عبدالرشید کو دیکھا تو میں نے پہچان لیا کیونکہ ایک دو سال پہلے یہ دفتر "ریاست" میں کتابت کا کام کر چکا تھا۔ اس کے بعد مصنف نے غازی عبدالرشید شہیدؒ کے بارے میں اپنی یادداشتیں قلمبند کی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ افغانستان میں کنگ امان اللہ کے حکم سے چند احمدی سنگسار کر دیئے گئے جو وہاں اپنے احمدی خیالات کی تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے افغان گورنمنٹ کے خلاف ایک سخت ایڈیٹوریل نوٹ لکھا۔ اور یہ نوٹ اس کاتب عبدالرشید (سوامی شردھانند کے قاتل) کو کتابت کے لئے دیا۔ عبدالرشید نے ابھی چند سطروں کی کتابت کی تھی کہ وہ میرے پاس آیا۔ اس کی آنکھیں سُرخ تھیں۔ چہرے پر غصے کے جذبات تھے اور اس نے کہا۔ "آپ کو شرعی معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ اسلام کی تعلیم کے مطابق سنگساری جائز ہے اور احمدیوں کو ضرور سنگسار کیا جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ اپنے مرزا کو نبی

کے نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ میں کافرانہ نوٹ نہیں لکھ سکتا۔ ایک غیر مسلم مؤلف کی یہ گواہی غازی موصوف کی حقیقت پسندی کا، جراُتِ ایمانی اور خوفِ خدا کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔ سچ ہے جو سرِ دار نہ ہو وہ سردار نہیں ہوتا۔

قاضی عبدالرشیدؒ کے دل میں انگریزوں کی مخالفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے ایک بہت بڑی تحریک میں نہایت مردانگی کے ساتھ اپنا مشکل ترین فریضہ بھی نبھایا۔ حکیم اجمل خان نے مولانا محمد علی جوہر اور ڈاکٹر انصاری وغیرہ کے مشورہ سے شاہِ افغانستان کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں درخواست کی گئی کہ آپ ہندوستان پر حملہ کر دیں۔ یہاں اس وقت انگریز کے خلاف مسلمانوں اور ہندوؤں میں بڑا اتفاق ہے۔ یہاں کے سب لوگ آپ کا ساتھ دیں گے اور ان شاء اللہ فتح ہوگی اور آپ کے ذریعے ہندوستان میں پھر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ اس مکتوب کو شاہِ افغانستان تک پہنچانے کے لئے حکیم صاحب کی نظرِ انتخاب آپ ہی پر پڑی۔

الغرض غازی صاحبؒ نے شاتمِ نبی سوامی شردھانند کو واصلِ جہنم کر چکنے کے بعد جائے واردات سے فرار ہونے کی قطعاً کوشش نہ کی بلکہ بصد شوق گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ جب آپ کو ہتھکڑی پہنائی گئی تو فرمانے لگے۔ یہ تو راہِ شوق میں پھولوں کے گجرے ہیں۔ پولیس نے تفتیش کی غرض سے آپ کو چودہ پندرہ دن حراست میں رکھا اور جنوری ۱۹۲۷ء میں اس مقدمے کی باقاعدہ سماعت ہوئی۔ چونکہ آپ برضا و رغبت ہر جگہ فخریہ انداز میں اقرارِ قتل کر رہے تھے اس لئے سزائے موت یقینی تھی۔ بہرحال آپ کے چاہنے والوں نے پریوی کونسل تک مقدمہ لڑا مگر حسبِ توقع فیصلہ وہی رہا تھا۔ اپیلیں مسترد ہونے پر آپ کو ۱۴ر نومبر ۱۹۲۷ء کے روز تختۂ دار پر لٹکانے کا فیصلہ کیا گیا۔

جیل میں آخری ملاقات کے لئے ان کے گھر کی سات آٹھ عورتوں اور بیس مردوں کو اجازت مل سکی۔ آپ نے دورانِ ملاقات متبسم لہجے میں فرمایا۔ آپ لوگ کسی طرح کا غم نہ کریں۔ یہ تو مقامِ مسرت ہے کہ مجھ جیسا گنہگار محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حرمت و تقدیس کیلئے اپنی جان نچھاور کر رہا ہے۔ مذہب کے سلسلہ میں کسی کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ اور مذہب پر ہر وقت ثابت قدم رہنا ہی افضل عبادت ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ آپ پر کسی قسم کا خوف و ہراس نہیں تھا بلکہ چہرے سے ایک خاص قسم کی طمانیت جھلک رہی تھی۔ داروغہ جیل نے جب آپ کو آگاہ کیا کہ آج آپ کو پھانسی دی جانے والی ہے تو قاضی صاحبؒ نے فرمایا۔ الحمد للہ۔ اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا خوش خبری ہو سکتی ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی ان کا چہرہ تمتمانے لگا اور آنکھوں میں مقدس روشنی عود کر آئی۔ غازی عبدالرشید شہیدؒ نے ایک دفعہ ملاقات کے دوران اپنے قریبی احباب کو یہ بات بتائی کہ میں نے مقتول مردود کو موت سے ہمکنار اس لئے کیا کہ خواب میں سیدنا حضرت امام حسینؓ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ تمہارے شہر میں میرے نانا۔ نبی کریم رؤف الرحیم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توہین کی جا رہی ہے۔ اور تم خاموش بیٹھے ہو۔

آپ نے جملہ مسلمانوں کے نام اپنے آخری پیغام میں کہا۔ آپ کو ہر حال میں دینی اقدار سے وابستہ و پیوستہ رہنا چاہیئے اور مذہبی فرائض کی انجام دہی میں کسی قسم کا خوف نہ رکھنا چاہیئے۔ شمعِ رسالت کے اس پروانہ کو رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قلبی لگاؤ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ان کو ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہ تھی۔ انہوں نے اپنے اس عقیدہ کو عملاً پیش کر دکھایا۔ غازی عبدالرشید کو ۱۴ر نومبر ۱۹۲۷ء کی صبح آٹھ بجے پھانسی دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت پھانسی گھر میں پہنچائے گئے تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمایاں تھی۔ آپ نے خصوصی اجازت سے تختۂ دار پر دو رکعت نوافل شکرانہ ادا کئے۔ جب آپ کے چہرے پر کنٹوپ چڑھایا گیا تو با آوازِ بلند کلمۂ طیبہ کا ورد کیا اور فرمایا۔ آپ لوگ شاہد رہیں کہ میں ایمان کے ساتھ اس دنیا سے سفر کر رہا ہوں۔ پھر کلمہ شریف پڑھا۔ اللہ اکبر کی آواز بلند کی اور اس کے ساتھ ہی پھانسی پر لٹک گئے۔ غازی عبدالرشیدؒ کے جسم پر پھانسی کی کوئی علامت موجود نہ تھی۔ گردن میں کھچاؤ تھا اور نہ ہی بدن میں کوئی سختی۔ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر صاحب نے موت کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ میرے خیال میں جب آپ نے تختۂ دار پر کھڑے ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ان کے جسدِ عنصری سے اسی لمحے روح پرواز کر گئی تھی۔

جب آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اس دن جیل کے اندر کپتان پولیس مسٹر ٹونس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مخدوم غلام مصطفیٰ۔ مجسٹریٹ درجہ اول اور سول سرجن موجود تھے لیکن جیل کے باہر چاروں طرف مسلمانوں کا مجمع ایک محتاط اندازے کے مطابق اسی ہزار تک پہنچ گیا تھا۔ جس نے حصولِ نعش کے لئے اپنی جانیں تک وار دینے کی قسم کھائی۔ انتظامیہ نے اس جمِ غفیر کو منتشر کرنے کی کوشش کی اور کہا گیا کہ لاش اس صورت میں دی جا سکتی ہے کہ تم لوگ کسی قسم کا شور اور فساد نہ کرو اور جا کے قبرستان میں دفن کر دو۔ میت کو جیل کے اندر ہی غسل دیا گیا۔ دس بجے کے قریب یکایک شور اٹھا کہ نعش دوسرے دروازے سے بھیج دی جائے گی۔ لوگ فوراً ادھر کو دوڑے اور نعرۂ تکبیر بلند کی۔ مسلمانوں کی جماعت کے ایک ریلے میں جیل کے بیرونی احاطے کا پھاٹک بھی ٹوٹ گیا۔ بہرحال لاش بارہ بجے دوپہر ان کے حوالے کی گئی۔ اس وقت تک دہلی جیل کے سامنے دو لاکھ سے زائد افراد جمع ہو چکے تھے۔ یہ دردمند مسلمان آپ کے جنازے میں شریک ہونے کے لئے چاروں طرف کے اضلاع سے آئے تھے۔ حکم تھا کہ شہید کی نعش جیل کے قریب کوٹلہ فیروز کے سامنے والے قبرستان میں دفن کی جائے مگر پُرجوش کلمہ گوؤں کی تمنا تھی کہ وہ اس پروانۂ شمعِ رسالتؐ کی نعش کا جلوس پورے شہر سے پھرا کر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی درگاہ میں دفنائیں گے۔ القصہ جنازے کا جلوس جب قطب روڈ سے خواجہ باقی باللہؒ کی طرف مڑا تو وہاں دو گاڑیاں پولیس کی۔ ایک مشین گن اور گورا فوج موجود تھی۔ انہوں نے تابوت چھین لیا اور بحفاظت جدید قبرستان میں لے آئے اس جگہ شہید موصوفؒ کے والد اور بھائی وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ فوراً دفن کر دو۔

قاضی مبشر حسن راغب ہاشمی اس فدا کارِ رسالتؐ کے پسماندگان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ غازی عبدالرشید شہیدؒ کی بیوہ لیڈی ڈاکٹر اصغری بیگم کا ۲۹ مئی ۱۹۴۹ء کو کراچی میں انتقال ہو گیا۔ آپ کے ایک بھائی مولوی قاضی جمیل احمد کا انتقال ۹ نومبر ۱۹۴۳ء کو کراچی میں ہوا اور آپ کے سب سے چھوٹے بھائی مولوی قاضی خلیل احمد بھی بحمداللہ بقیدِ حیات ہیں اور اپنا وقت زہد و عبادت میں صرف کرتے ہیں اور آپ کا قیام لیاقت آباد کراچی میں ہے۔ شہید ممدوح مرحوم و مغفور کے صاحبزادے مولوی حکیم قاضی محمود الحسن صاحب دہلی میں مقیم ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

دنیا میں جو ظلم و جور ہو گا امام مہدیؓ اقتدار میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور ناانصافی کو نیست و نابود کر دیں گے۔

از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر

اہل حق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قیامت سے پہلے امام مہدی ضرور آئیں گے ان کی اس وقت پیدائش آمد اور ظہور کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت امام مہدی کی پیدائش اور آمد سے پہلے دنیا میں جو ظلم و جور ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اقتدار میں آنے کے بعد زیر اثر علاقوں میں۔ وہ عدل و انصاف قائم کریں گے اور ناانصافی کو نیست و نابود کر دیں گے اور اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے جہاد اور دجال کے قتل کرنے میں حضرت امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا پورا پورا تعاون کریں گے۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ کی روایت میں ہے۔

"کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری نسل سے ہو گا۔ بلند پیشانی اور اونچی ناک والا ہو گا۔ زمین کو انصاف و عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم و جور سے بھر پور ہو گی اور سات سال تک وہ حکمرانی کرے گا۔

(ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۲ و مستدرک حاکم ج ۴، ص ۵۵۷، قال الحاکم والذہبی صحیح علی شرطہما والجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۸۷، وقال صحیح۔)

حضرت امام مہدی کا نام محمد اور والد صاحب کا نام عبد اللہ ہو گا (ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۲)

اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ (ایضاً والجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۸۷)

اور حضرت فاطمہؓ کے بڑے فرزند حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہوں گے (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۶۸)

یہ یاد رہے کہ حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد اور بیبیاں بھی تھیں اور کل نرینہ اولاد حضرت علیؓ کی اکیس ۲۱ تھی اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں۔ ان کی تعداد میں تاریخی طور پر کچھ اختلاف بھی ہے (البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۳۳۱)

علامہ عزیزی فرماتے ہیں۔

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ امام مہدی اہل بیت سے ہوں گے حضرت فاطمہؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے نہ کہ حضرت امام حسینؓ کی اولاد سے۔

(السراج المنیر ج ۳ ص ۴۰۹)

حضرت امام مہدی مدینہ طیبہ کے باشندے ہوں گے۔

من اہل المدینۃ (ابوداؤد ج ۲، ۲۳۳)

اور ان کے اقتدار کا مرکز عرب کا ملک ہو گا۔

حدیث میں تصریح ہے یملک العرب رجل من اہل بیتی۔ الحدیث ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۲) اور ان کی بیعت ابتداءً حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان کی جائے گی۔ (ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۳)

اور وہ اپنے دور اقتدار میں حکومت و خلافت کے زور سے نہ کہ صرف وعظ و نصیحت سے، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور ظلم و جور کو مٹا دیں گے۔

(ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۲)

ظلم کا مطلب ہے حقوق اللہ کی خلاف ورزی اور جور کا معنی ہے حقوق العباد کو پامال کرنا اور ان کی آمد، پیدائش اور ظہور سے پہلے زمین ان گناہوں سے اٹی اور بھری پڑی ہو گی۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض نادان، جنونی اور ہوس اقتدار اور شہرت کے دلدادہ خلیفۃ اللہ کا مصداق کسی اور کو اور المہدی کا مصداق کسی اور کو بنانے کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور اپنے، ناخواندہ حواریوں سے اپنے خلیفۃ اللہ ہونے کا پرچار کرا رہے ہیں اور وہ مراقی اور مالیخولیا کے شکار سچ مچ خلیفۃ اللہ سمجھ رہے ہیں جو قطعاً باطل ہے۔ حدیث میں خلیفۃ اللہ المہدی (مشکوٰۃ ج ۲، ص ۴۷۱) ایک ہی شخص کو کہا گیا ہے۔ خلیفۃ اللہ موصوف ہے اور المہدی ترکیب کے لحاظ سے اس کی صفت ہے غرضیکہ کسی بھی پاکستانی اور غیر عربی پر جو فاطمی نسل کا نہ ہو اور حکومت و اقتدار بھی اسے حاصل نہ ہو اور حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان اس کی بیعت بھی نہ کی گئی ہو۔ خلیفۃ اللہ المہدی کا اطلاق شرعاً درست نہیں ہے۔ ویسے دنیا میں سینکڑوں جعلی اور فراڈی مہدی ہو چکے ہیں تفصیل کے لئے کتاب ائمہ تلبیس ملاحظہ ہو۔ وہی محفوظ رہا جو فراڈیوں کے دام سے بچا۔ ؎

شیخ صاحب سے رسم و راہ نہ کی
شکر ہے زندگی تباہ نہ کی

ان علامات اور نشانیوں کے ساتھ جن کا باحوالہ ذکر ہو چکا ہے حضرت امام مہدی کی آمد ضروری ہے اور ان کی آمد کو تسلیم کرنا واجب ہے۔ چنانچہ امام سفارینیؒ (علامہ محمد بن احمد بن سالم المتوفی ۱۱۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ:۔

امام مہدی کی آمد پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ اہل علم کے ہاں یہ بات ثابت ہے اور عقائد میں یہ مدون ہے۔ (عقیدۃ السفارینی ج ۲، ص ۸۰)

اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام مہدی کی آمد کا مسئلہ اہل السنت والجماعت کے عقائد کی رو سے اہم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے امام سیوطی (عبد الرحمٰن بن ابی بکر المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر اور شہرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں جن کے راوی بکثرت ہیں کہ امام مہدی آئیں گے اور وہ اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ سات سال حکومت کریں گے اور زمین کو عدل سے پر کر دیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ان کی آمد ہو گی اور باب لُد کے مقام پر جو فلسطین کی زمین میں ہے۔ قتل دجال کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی مدد کریں گے اور وہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ (الحاوی للفتاوی ج۲ ص ۸۵، ۸۶)

امام سیوطیؒ نے الحاوی للفتاویٰ میں العرف الوردی فی اخبار المہدی کے عنوان سے کئی صفحات پر مشتمل ایک مفصل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور دیگر بعض علماء کرام نے بھی اس مضمون پر الگ تالیفات کی ہیں۔

علامہ عبد العزیز فرہارویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) رقمطراز ہیں کہ:۔

حضرت امام مہدی کی آمد کی احادیث متواتر ہیں تو ان کی آمد پر یقین رکھنے کا وجوب ثابت ہوا اور یہ کہ اہل السنت والجماعت کے عقائد میں سے یہ بات ہے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ابتداءً بعض نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امام مہدی کی اقتداء میں پڑھیں گے امامکم منکم اور تکرمۃ لھذہ الامۃ کی رو سے کیونکہ وہ من جانب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پابند اور مکلف ہوں گے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

امام طبرانیؒ نے معجم کبیر میں اور امام بیہقیؒ نے "البعث" میں کھری سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ دجال تم میں ٹھہرے گا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ہوں گے وہ امام ہدایت یافتہ اور حاکم و عادل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں۔

(الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص ۱۵۶)

ابتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اس کے بعد جہاں وہ ہوں گے خود امامت کرائیں گے کیونکہ ان کا درجہ یقیناً حضرت امام مہدی سے زیادہ ہے۔ اہل حق کا طائفہ منصورہ بحمداللہ تعالیٰ تا ظہور امام مہدی و نزول عیسیٰ علیہ السلام ضرور باقی رہے گا۔ مگر دنیا میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو حقوق اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد کو پامال کرنے والے ہوں گے اور اس وقت ساری زمین ظلم و جور اور اثم و عدوان سے اٹی اور بھری ہوگی اس وقت مظلوموں کی امداد کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی کو پیدا کرے گا اور وہ حکومت و خلافت کے ذریعہ ظلم و جور کو مٹا کر عدل و انصاف سے سات سال تک حکمرانی کریں گے اور ان کی زندگی ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۳۰۱، کنز العمال ج۷ ص ۲۶۸) مجمع الزوائد ج۷ ص ۳۴۹ میں ینزل من السماء کے الفاظ موجود ہیں اور قال الہیثمی رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح غیر علی بن المنذر وھو ثقہ)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے یہ نزول فجر کے وقت ہوگا (عند صلوٰۃ الفجر مجمع الزوائد ج۷ ص ۳۴۴) اور دمشق میں (جامع اموی کے) سفید مشرقی مینار پر نزول ہوگا۔ (مسلم ج۲ ص ۴۰۱ و مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۰۵) اور دجال لعین کے قتل کے بعد جس علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقتدار ہوگا وہاں بغیر اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہے گا سب مذاہب ختم ہوجائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں مٹا دے گا (ابوداؤد ج۲ ص ۲۳۸ والطیالسی ص ۳۳۵) اور نازل ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دل جمعی اور اطمینان سے چالیس سال تک حکومت کریں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے (ابوداؤد ج۲ ص ۲۳۸ والطیالسی ص ۳۳۴ و مستدرک ج۲ ص ۵۹۵ و مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۰۵)

اور روضہ اقدس میں انہیں دفن کیا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ ان کو میری قبر (یعنی میرے مقبرہ) مرقات کے ساتھ دفن کیا جائے گا (مشکوٰۃ ج۲ ص ۴۸۰ وفاء الوفی ج۱ ص ۳۹۷، و مواہب اللدنیہ ج۲ ص ۳۸۲ و زرقانی شرح مواہب ج۸ ص ۳۲۸)

عقیدۂ ختمِ نبوّۃ کے تہذیبی اثرات

جسٹس میاں محبوب احمد چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مجھے اک محسن انسانیت کا ذکر کرنا ہے
مجھے رنگ عقیدت فکر کے خاکے میں بھرنا ہے

جناب صدر! اراکان عدلیہ و معزز خواتین و حضرات! میں اپنی گذارشات "عقیدۂ ختم نبوت کے تہذیبی اثرات" کے حوالے سے کروں گا۔

مجھ سے پہلے اس محفل عقیدت و محبت میں جناب شیخ آفتاب حسین صاحب سابق چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ اور فرزند عاشق رسول صلی اللہ وسلم۔ جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب سابق جج عدالت عظمی پاکستان کے فاضلانہ خطاب آپ سماعت فرما چکے ہیں۔ دنیائے قانون ان دونوں حضرات کی بلند علمی سے بخوبی آشنا ہے۔ ان کے خطاب کے بعد نہ زبان کھولنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی جسارت۔ لیکن یہ محفل رنگ و نور اور عشق و مستی کی محفل ہے۔ جہاں صرف جرات رندانہ ہی کام آتی ہے۔ اس لئے اس محفل میں ہمارے آقا کی مدح میں پیش کئے گئے۔ معمولی الفاظ بھی اس بارگاہ میں نظر گزارے جاتے ہیں۔ اس لئے اپنی کم مائیگی کے باوجود مجھے چند الفاظ عرض کرنے کی جرات ہوئی۔ میں علم و حکمت کے موتی تو رول نہیں سکتا۔ لیکن اپنے آقا کے حضور ایک قطرہ اشک کا تحفہ تو پیش کر سکتا ہوں۔ یہی قطرۂ اشک عمروں کا حاصل ہے اور زندگیوں کی قیمت۔ اس لئے کہ یہ مقام ادب ہے

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

دنیا کا یہ طریقہ ہے۔ کہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بزم بپا کرتے ہیں اور محفلیں سجاتے ہیں۔ انہی محفلوں سے معاشرے کی تزئین ہے اور انہی محفلوں سے دنیا کی رونق ہے۔ لیکن جو محفل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کے لئے منعقد کی جائے اور جو بزم آپ کے ذکر گرامی کے لئے بپا کی جائے۔ اس کی سعادت کا کیا کہنا۔ ایسی محفل میں حصہ لینا قلب و نظر کی عبادت ہے اور ذہن و فکر کی سعادت ہے۔ یہ محفلیں وہ ہیں جہاں رحمتیں تیز بارش کی طرح نازل ہوتی ہیں اور برکتیں موج در موج ہجوم کرتی ہیں۔ جس طرح وہ نام نامی اس کائنات کے لئے فضل و عنایت کا سبب ہے۔ اسی طرح اس کا ذکر دل کی کائنات کے لئے سکون و نجات کا وسیلہ اور ایمان کے لئے حیات کا ضامن ہے۔

جب تجھے یاد کر لیا ۔ صبح مہک مہک اٹھی
جب ترا غم جگا لیا شام مچل مچل گئی

ایمان ایک خیرات ہے جو بارگاہ مصطفوی سے اپنے درویشوں کو عطا کی جاتی ہے اور دنیا میں توفیق اور آخرت میں فضل و انعام ہے۔ جو محبت کرنے والے دلوں اور آپ کی محبت میں گریہ کرنے والی نگاہوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ میرے لئے یہ بڑا اعزاز اور ایک عظیم سعادت ہے۔ کہ آپ نے اس محفل پاک میں مجھے بھی شامل کیا اور اس طرح موقع عنایت کیا کہ ایک غلام اس پاکیزہ مجلس میں اپنے آقا سے اپنی نسبت کا اظہار کر سکے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے مدح رسالت کے باب میں فرمایا ہے۔ کہ ہم اپنے کلام سے آپ کے مرتبے کی بلندی کو بیان نہیں کرتے بلکہ آپ کی عظمت کے ذکر سے اپنے کلام کو بلند کرتے ہیں۔

علم الہیہ میں جتنی شانیں ہیں۔ وہ سب کی سب آپ کی ذات سے وابستہ ہیں اور ارادہ الہیہ میں جتنے امکانات ہیں وہ تمام کے تمام حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیات کے تابع ہیں۔ اسی لئے اکابر صوفیاء نے جگہ جگہ فرمایا ہے۔ کہ

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف ان اسماء سے کرتے ہیں۔ جو آپ کے رب کے علم میں ہیں۔ وہ چیز جو ازل سے آپ کے لئے سنبھال کر رکھی گئی۔ عظمت کا وہ تاج جو آپ کے لئے مخصوص کیا گیا اور عزت و شرف کی وہ خلعت جو آپ کے جسد اطہر کے لئے تیار کی گئی وہ کیا تھی؟ وہ خاتم النبیین کا تاج تھا وہ تکمیل سلسلہ نبوت کی قبا تھی۔ وہ کمال رسالت کی عطا تھی جس کے شرف کا نور آج تک تمام امتیوں کے چہروں کو منور اور دلوں کو معطر کر رہا ہے۔ اس عزت و شرف کا ایک پہلو ایمانیات کے عالم ملکوت سے متعلق ہے اور اس کا دوسرا پہلو تاریخ انسانیت کے سفر سے متعلق ہے جو تمدنوں کو جلال عطا کرتا ہے اور تہذیبوں کو جمال بخشتا ہے۔

آیئے! میں آپ کو ایک لمحے کے لئے اس سرزمین نبوت و رسالت کی طرف لے چلوں۔ جو بابل نینوا سے طور سینا کی چوٹیوں تک پھیلی ہوئی ہے۔

فرات فاصلہ و دجلہ دعا سے ادھر
کوئی پکارتا ہے دشت نینوا سے ادھر

ذرا غور سے سنئے۔ کہ ان صحراؤں میں دجلہ و فرات کی وادیوں میں ارض فلسطین کی گھاٹیوں میں فاران کی چوٹیوں اور سینا کی وادیوں میں کیا کیا۔ صدائیں گونجی ہیں؟ کہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لوگوں کو خدا کے قانون کی طرف بلایا ہے۔ کہیں سیدنا عیسی مسیح علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو راہ عشق و مستی کی طرف پکارا ہے اور کہیں بطحا کی وادیوں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معرفت کی طرف دعوت دی ہے۔ پوری سرزمین اور اس کی تنگنائیاں

صفت تاریخ کا غور سے مطالعہ کیجئے ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ خدائے علیم و خبیر کی مشیت سے یہ پوری کی پوری تاریخ ایک تکمیل کی طرف بڑھ رہی ہے ۔ قدم بہ قدم ایک منزل کی طرف جا رہی ہے ۔ موج در موج ایک ساحل کی طرف رخ کر رہی ہے ۔ رسالت ابراہیمی کا سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اپنے ساتھ ایمان اور یقین کی روشنی لاتا ہے ۔ یہ دلوں کے افق پر نور ایمان کے طلوع کا منظر ہے ۔ ایمان عمل کو واجب کرتا ہے لہٰذا اس کے بعد کی عظیم رسالت رسالت موسوی ہے یہ عمل کی' اطاعت اور عبودیت کی منزل ہے ۔ اس میں عبد اور معبود کا رشتہ قانون کا رشتہ ہے ۔ خوف اور خشیت کا رشتہ ہے ۔ اسی لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قانون عطا کیا گیا ۔ اور ان کی قوم کو اس کی اطاعت پر مجبور کیا گیا ۔ کبھی انہیں مصر کی وادیوں میں پکارا گیا ۔ کبھی نیل کے پانیوں پر صدا دی گئی ۔ کبھی ارض فلسطین میں ان سے اطاعت طلب کی گئی ۔ اطاعت اور عبودیت' قانون کا جلال اور عبادت کا نظام رسالت موسوی کی خاص شان ہے ۔ جس کا بیان تفصیل سے قرآن مجید میں آتا ہے ۔

" زمانہ جب ایک اور کروٹ لیتا ہے تو ہمارے سامنے رسالت عیسوی کے معجزات ظاہر ہوتے ہیں ۔ بنی اسرائیل کی بچھڑی ہوئی بھیڑوں کو اب محبت کے راستے کی طرف طلب کیا جاتا ہے ۔ انہیں محبت اور قربانی و وارفتگی اور مستی کی کائنات کی طرف بلایا جاتا ہے ۔ اب قانون کا جلال محبت کے جمال میں بدل چکا ہے ۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام ہے ۔ یہ اپنے رب سے عشق کرنے اور اپنے ہمسائے سے محبت کرنے کا پیغام ہے ۔ یہاں تک پہنچ کر انسانیت ایک قدم اور آگے بڑھ چکی ہے ۔ اب اس سے آگے اسلام کی منزل آتی ہے ۔

کائنات کے تمام تمدن اور دنیا کی تمام تہذیبیں' دم بخود کس کے انتظار میں ہیں ؟ اب ایک سورج کو طلوع ہونا ہے ۔ اب ایک نور کو ظاہر ہونا ہے ۔ جس کی روشنی میں تمام حقائق فاش ہو جائیں گے ۔ یہ نور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے ۔ اسلام اپنی اصل میں علم و معرفت ہے اس لئے اس میں " کتاب " کو اس قدر احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا گیا ہے ۔ اسلام کی آمد کے ساتھ انسانیت منزل معرفت پر پہنچتی ہے اور معرفت کے بعد کوئی درجہ نہیں ہے ۔ علم کے اندر ایمان بھی ہے ۔ اطاعت بھی ہے ۔ محبت بھی ہے' خوف بھی ۔ یہ ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنے کا نام ہے ۔ یہ چیزوں کو تکمیل دینے کا نام ہے ۔ یہ تاریخ نبوت کی آخری منزل اور تدبیر الٰہیہ کا فطری تقاضہ ہے ۔ ختم نبوت پر ہر مسلمان کا عقیدہ تو ہے ہی کیونکہ اس کے بغیر تکمیل ایمان نہیں ۔ لیکن اس عقیدے کے ساتھ ساتھ یہ کائناتی قانون کی اصل حقیقت بھی ہے ۔ جب اشیاء نے اپنی حقیقت ظاہر کر دی ۔ جب قلب و ذہن علم سے روشن ہو گئے' جب حجاب اٹھا دیئے گئے اور راز ظاہر کر دیئے گئے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کے بعد اور کونسی منزل آئے گی ۔ اس کے بعد اب کس نبوت کی ضرورت ہو گی' اس کے بعد اب رسالت کون سا پیغام دے گی ۔ دائرہ مکمل ہونے کے بعد اب کونسی لکیر کھینچی جائے گی ۔

تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

کتاب اللہ کی کامل اور غیر متغیر موجودگی میں اس آفتاب کے سامنے اب کوئی اور چراغ کیوں جلایا جائے گا ۔

ختم نبوت تاریخ کے سفر کا لازمی نتیجہ اور اس کی آخری منزل ہے ۔ لیکن اب آپ غور کریں کہ اس عقیدے سے امت مسلمہ پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ۔

اسلام میں جتنی باتیں ہیں ایمان کی طرف دعوت ہے ۔ عمل کی ہدایت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے ۔ یہ سب کچھ دیگر مذاہب کے ساتھ مشترک ہے ۔ چاہے ان مذاہب کے صحائف متروک ہو گئے ہیں ۔ چاہے قدیم امتوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کر دی ہو ۔ لیکن یہ تاریخ نبوت کا مشترک ورثہ ہے ۔ تاریخ نبوت کے اسی مشترک ورثے سے قانون پیدا ہوتا ہے جو پوری انسانیت کے لئے حجت ہے ۔ ایک چیز اسلام کا امتیاز ہے ۔ ایک ایسا امتیاز جو دنیا کی کسی اور تہذیب کو' دنیا کے کسی اور مذہب کو حاصل نہیں ہے ۔ یہ امتیاز ختم نبوت کا دعویٰ ہے ۔ یہ تکمیل رسالت کا اعلان ہے یہ دعویٰ دنیا کے کسی اور مذہب نے نہیں کیا ۔

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت ؟ کوئی ایسا نور ہمہ جہت؟
کوئی مصطفیٰ' کوئی مجتبیٰ' نہیں ان کے بعد کوئی نہیں
بجز ان کے رحمت ہر زماں' کوئی اور ہو تو بتایئے
نہیں ان سے پہلے کوئی نہ تھا نہیں ان کے بعد کوئی نہیں
یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا
تو رواں رواں یہ پکار اٹھا' نہیں ! ان کے بعد کوئی نہیں
کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا' نہیں ! ان کے بعد کوئی نہیں

ہر نبی نے اپنے سے پہلے آنے والوں کی تصدیق کی ۔ اور اپنے بعد آنے والے کی خبر دی ۔ پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے آنے والوں کی تصدیق کی ۔ اور دنیا کی تاریخ میں پہلی بار یہ اعلان کیا کہ ان کی رسالت کامل کے بعد باب نبوت بند ہو گیا ہے ۔ آپ کے ارشادات گرامی کو امام بخاری نے یوں نقل کیا:

" حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی ۔ اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں ۔ "

مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ میں ایک حدیث یوں بیان ہے ۔

" رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت

دی گئی ۔ (۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا ۔ یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار ۔ (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی ۔ (۳) میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ۔ (۴) میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی ۔ (۵) مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا اور (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا "

حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " لا رسول بعدی و لا نبی " رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے بعد انسانیت کے جن مسائل سے بھی سابقہ پڑے گا ۔ اسلام اس کے حل کی ذمہ داری قبول کرتا ہے ۔

ختم نبوت کا اعلان اس بات کا اعلان ہے کہ یہ نبوت قیامت تک آنے والے تمام مسائل کے حل کا ذمہ لیتی ہے ۔ اس صورت حال میں کسی مسلمان کا دنیا کے یا خود اپنے مسائل کے حل کے لئے کسی الحادی نظام کے طرف دیکھنا ختم نبوت کے عقیدے میں کمزوری کا اظہار ہے ۔

عالم اسلام کے مشہور مفسر علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت متواترہ میں بتایا ہے ۔ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ ساری دنیا جان لے کہ جو شخص بھی حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا ۔ وہ کذاب ہے ۔ جھوٹا ہے ۔ دجال ہے ۔ گمراہ ہے ۔ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے ۔ علامہ سید محمود آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن و سنت نے کی ہے ۔ جس پر امت کا اجماع ہے ۔ پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مصر رہا تو اس کو قتل کیا جائے گا ۔

علامہ ابن حبان اندلسی اپنی تفسیر بحر محیط میں رقم طراز ہیں :

" جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا ۔ اور اسے اب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے یا جس کا عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے ۔ وہ زندیق ہے "

مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف سے عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں Modern review of Calcutta کے ذریعہ شائع کردہ سوالات کے جواب میں جو رسالہ Islam میں چھپے یوں فرمایا ہے :

ISLAM 11

what may be called major heresy arises only when the teaching of a thinker or a reformer affects the frontiers of the faith of Islam. Unfortunately this question does arise in connection with the teachings of Qadianism. It must be pointed out here that the Ahmadi movement is divided into two camps known as the Qadianis and the Lahoris. The former openly declare the founder to be a full prophet; the latter, either by conviction or policy, have found it advisable to preach an apparently toned down Qadianism. However, the question whether the founder of Ahmadism was a prophet the denial of whose mission entails what I call the "major heresy" is a matter of dispute between the two sections. It is unnecessary for my purposes to judge the merits of this domestic controversy of the Ahmadis. I believe, for reasons to be explained presently, that the idea of a full prophet whose denial entails the denier's excommunication from Islam is essential to Ahmadism; and that the present head of the Qadianis is far more consistent with the spirit of the movement than the Imam of the Lahoris.

The cultural value of the idea of Finality in Islam I have fully explained elsewhere. Its meaning is simple: No spiritual surrender to any human being after Muhammad who emancipated his followers by giving them a law which is realizable as arising from the very core of hu-

12 ISLAM

man conscience. Theologically the doctrine is that: The Socio-Political organization called 'Islam' is perfect and eternal. No revelation the denial of which entails heresy is possible after Muhammad. He who claims such a revelation is a traitor to Islam. Since the Qadianis believe the founder of the Ahmadiyya movement to be the bearer of such a revelation, they declare that the entire world of Islam is infidel. The founder's own argument, quite worthy of a mediaeval theologian, is that the spirituality of the Holy Prophet of Islam must be regarded as imperfect if it is not creative of another Prophet. He claims his own Prophethood to be an evidence of the Prophet-rearing power of the spirituality of the Holy Prophet of Islam. But if you further ask him whether the spirituality of Muhammad is capable of rearing more Prophets than one, his answer is "No.". This virtually amounts to saying: "Muhammad is not the last Prophet; I am the last". Far from understanding the cultural value of the Islamic idea of finality in the history of mankind generally and of Asia especially he thinks that finality in the senase that no follower of Muhammad can ever reach the status of Prophethood is a mark of imperfection in Muhammad's Prophethood. As I read the psychology of his mind he, in the interest of his own claim to Prophethood, avails himself of what he describes as the creative spiritually of the Holy Prophet

یہ موقع تفصیل میں جانے کا نہیں ہے ۔ اس لئے صرف اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں ۔ کہ اسلام دنیا میں جہاں جہاں گیا ۔ وہاں اس نے اس تمدن کے سب سے بنیادی مسئلے کا حل پیش کیا ۔ یونانیوں میں گیا ۔ تو ان کا مسئلہ یہ تھا کہ وجود کہتے ہیں ۔ افلاطون و ارسطو سے فلاطونیس تک ہر ایک کا سوال یہ ہے کہ وجود کیا ہے ؟ اسلام نے اپنے علم کلام میں اس مسئلے کو حل کر دیا ۔ ہندوستان میں آیا تو یہاں کا مسئلہ یہ تھا ۔ کہ آتما اور مایا کا اصل تعلق کیا ہے ۔ ہزاروں برس سے ذہن اس کے فہم سے عاجز تھے ۔ اسلام نے وحدت شہود کے نظریئے سے اس مسئلے کو حل کر دیا ۔ اسی طرح ایران و مصر کے تمدنوں کے بنیادی مسائل اسلام کی آمد سے ہی حل ہوئے ۔ یہ سب کچھ ختم نبوت کا فیضان اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی دھول کا صدقہ ہے ۔

مجھے یقین ہے۔ کہ آج جب کہ دنیا میں نظاموں کا تصادم ہو رہا ہے۔ اس وقت اسی عقیدے کی بنیاد پر اور ختم نبوت کے ذریعے عائد ہونے والی ذمہ داری کے تحت ہمیں اس دنیا کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ اور اپنے مرکز سے بچھڑی ہوئی انسانیت کے لئے اسی طرح ایک پر جمال تمدن پیدا کرنا ہے۔ جسے ہمارے اکابر نے ماضی میں کیا تھا۔ ماضی میں بھی سرکار دوعالم کا صدقہ تھا۔ اور آئندہ بھی یہ آپ ہی کی عطا ہو گی۔ اس لئے کہ

رستہ کسی سے پوچھنا توہین ہے میری
ہر راہ گذار شہر پیمبر کو جائے ہے

اس ساری گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت پاک کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم اپنے قلم سے، اپنے عمل سے، اپنے آنسوؤں سے، اپنی محبت کے چراغوں سے اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہیں، اسی فریضے کی ادائیگی سے اس دنیا کا جمال اور وقار وابستہ ہے۔ جسے اسلامی دنیا کہتے ہیں۔

آج جب کہ فتنوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور بلائیں ختم نبوت کے تصور پر بھیس بدل کر حملہ آور ہو رہی ہیں اس کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جانا، حفاظت کے لئے سینہ سپر ہونا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس سعادت کے حصول میں پاکستان صف اول میں ہو گا اور میدان حشر میں انشاء اللہ جب آقائے دوجہاں یہ سوال فرمائیں گے کہ جب میری ناموس نبوت زد پر تھی تو تم نے کیا کردار ادا کیا تھا، اس وقت اہل پاکستان اپنے الفاظ کا نذرانہ بھی پیش کریں گے۔ اور اپنے لہو کا تحفہ بھی پیش کریں گے۔ خدا سے دعا ہے کہ اس فہرست عاشقاں میں کہیں آپ کا نام بھی درج ہو۔ کہیں اس عاجز کا نام بھی درج ہو یہی وہ عظیم نعمت ہے جو جھولی پھیلا کر خدا کی بارگاہ سے طلب کی جا سکتی ہے۔ اور بے شک وہ سمیع و بصیر ہے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اہل اسلام پر کفارِ قریش کے ظلم و جبر کی داستان

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے ایک مضمون سے ماخوذ

اسلام جب آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ کو ان کے قبیلوں نے اپنے حصار حفاظت میں لے لیا تو قریش کا طیش و غضب ہر طرف سے سمٹ کر ان غریبوں پر ٹوٹا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا ان میں کچھ غلام اور کنیزیں تھیں کچھ غریب الوطن تھے جو دوسرے ملکوں سے مکہ میں آ رہے تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قسم کی عظمت و اقتدار نہیں رکھتے تھے قریش نے ان کو اس طرح ستانا شروع کیا کہ جور و ستم کی تاریخ میں اس کی مثال پیدا کرنا قریش کی یکتائی کی تعبیر ہے

یہ آسان تھا کہ مسلمانوں کو خس و خاشاک کی طرح سرزمین عرب دفعتاً پاک کر دی جاتی لیکن قریش کا نشۂ انتقام اس سے اتر نہیں سکتا تھا مسلمان اگر اپنے مذہب پر ثابت قدم رہ کر جو خاک کر دیئے جاتے تو اس میں جس قدر قریش کی تعریف نکلتی اس سے زیادہ ان بیکسوں کا صبر و استقلال داد طلب ہوتا قریش کی شان اس وقت قائم رہ سکتی تھی جب یہ لوگ جادۂ اسلام سے پھر کر پھر قریش کے مذہب میں آجاتے ماشاءاللہ ان کو مسلمانو کی موت جاں کا امتحان لینا اور اس کی داد دینا منظور تھا۔

قریش میں ایسے لوگ بھی تھے جن کا دل واقعی اس بات پر جلتا تھا کہ ان کا معبودوں سے [illegible] انکار خانہ در خانہ برہم ہوا جاتا ہے ان کے آباء و اجداد کی تحقیر کی جاتی ہے قابل احترام معبودوں کی عظمت مٹی جاتی ہے یہ لوگ صرف حسرت و افسوس کر کے رہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ چند خاص طبیعتوں کے دماغ میں خلل آ گیا ہے عتبہ عاص بن وائل وغیرہ اسی قسم کے لوگ تھے لیکن ابوجہل امیہ بن خلف وغیرہ کا معیار اس سے زیادہ بلند تھا۔

بہرحال قریش نے جور و ظلم کے عبرتناک کارنامے شروع کئے جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی وہ غریب مسلمانوں کو پکڑ کر عرب کی تیز دھوپ ریتیلی زمین کو دوپہر کے وقت جلتا ہوا توا بنا دیتی ہے وہ ان غریبوں کو اسی توے پر لٹاتے چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے کہ کروٹ بدلنے نہ پائیں بدن پر گرم بالو بچھاتے لوہے کو آگ میں گرم کر کے اس سے داغتے، پانی میں ڈبکیاں دیتے۔

یہ مصیبتیں اگرچہ تمام بیکس مسلمانوں پر عام تھیں لیکن ان میں جن لوگوں پر قریش زیادہ مہربان تھے ان کے نام یہ ہیں۔

خباب بن الارتؓ تمیم کے قبیلہ سے تھے جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے تھے ام انمار نے خرید لیا تھا یہ اس زمانے میں اسلام لائے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم کے گھر مقیم تھے اور صرف چھ سات شخص اسلام لا چکے تھے، قریش نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں ایک دن کوئلے جلا کر زمین پر بچھا دیئے اس پر انہیں چت لٹایا ایک شخص نے چھاتی پر پاؤں رکھ دیا تا کہ کروٹ بدلنے نہ پائے یہاں تک کوئلے پیٹھ کے نیچے پڑے پڑے ٹھنڈے پڑ گئے۔

خبابؓ نے مدتوں کے بعد جب یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے سامنے بیان کیا تو پیٹھ کھول کر دکھائی کہ برص کے داغ کی طرح بالکل سپید تھی خباب جاہلیت میں لوہاری کا کام کرتے تھے اسلام لائے تو بعض لوگوں کے ذمہ ان کی بقایا تھی مانگنے تو جواب ملتا کہ جب تک محمد کا انکار نہ کرو گے ایک کوڑی نہ ملے گی خباب کہتے نہیں، جب تک تم مر کر پھر جی نہ اٹھو

حضرت بلالؓ یہ وہی حضرت بلالؓ ہیں جو مؤذن رسول کے لقب سے مشہور ہیں حبشی النسل اور امیہ بن خلف کے غلام تھے جب ٹھیک دوپہر ہوتی ان کو جلتی بالو پر لٹاتا اور [illegible]

سینہ پر رکھ دیتا تاکہ جنبش نہ کرنے پائیں۔ ان سے کہتا کہ اسلام سے باز آجا نہیں تو یونہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا لیکن اس وقت بھی ان کی زبان سے "احد" کا لفظ نکلتا جب یہ کسی طرح متزلزل نہ ہوتے تو گلے میں رسی باندھی اور لونڈوں کے حوالے کیا وہ ان کو شہر کے ایک سرے سے اس سرے تک گھسیٹتے تھے لیکن اب بھی وہی رٹ تھی

عماؓر یمن کے رہنے والے تھے ان کے والد "یاسر" مکہ میں آئے ابو حذیفہ مخزومی نے اپنی کنیز سے جس کا نام سمیہ تھا شادی کر دی۔ عمار اسی کے پیٹ سے ہوئے یہ جب اسلام لائے ان سے پہلے صرف تین شخص اسلام لا چکے تھے قریش ان کو جلتی ہوئی زمین پر لٹاتے اور اس قدر مارتے کہ بیہوش ہو جاتے ان کے والد اور والدہ بھی یہی سلوک کیا کرتے تھے۔

سمیہؓ حضرت عمار کی والدہ تھیں ان کو ابو جہل نے اسلام لانے کے جرم میں برچھی ماری اور وہ ہلاک ہو گئیں

صہیبؓ یہ رومی مشہور ہیں لیکن درحقیقت رومی نہیں تھے ان کے والد سنان کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے حاکم تھے اور ان کا خاندان موصل میں آباد تھا ایک دفعہ رومیوں نے اس نواح پر حملہ کیا اور جن کو قید کر کے لے گئے ان میں صہیب بھی تھے یہ روم میں پلے اس لئے عربی زبان اچھی طرح بول نہ سکتے تھے ایک عرب نے ان کو خریدا اور مکہ میں لایا یہاں عبداللہ بن جدعان نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت اسلام شروع کی تو یہ اور عمار بن یاسر ایک ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے قریش ان کو اس قدر اذیت دیتے تھے کہ ان کے حواس گم ہو جاتے تھے جب انہوں نے مدینہ کو ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے کہا کہ اپنا سارا مال و متاع چھوڑ جاؤ تو جا سکتے ہو انہوں نے نہایت خوشی سے منظور کیا حضرت عمرؓ جب نماز پڑھانے میں زخمی ہو گئے تو اپنے بجائے انہی کو امامت دی تھی۔

ابو فکیہہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے اور حضرت بلال کے ساتھ اسلام لائے امیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو ان کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں سے کہا کہ گھسیٹتے ہوئے لیجائیں اور تپتی زمین پر لٹائیں گبریلا راہ میں جا رہا تھا امیہ نے ان سے کہا تیرا خدا یہی تو نہیں ہے انہوں نے کہا کہ میرا اور تیرا دونوں کا خدا اللہ تعالیٰ ہے اس پر امیہ نے اس زور سے گلا گھونٹا کہ لوگ سمجھے کہ دم نکل گیا ایک دفعہ ان کے سینہ پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ ان کی زبان نکل پڑی

لبینہ یہ بیچاری ایک کنیز تھی اس کو مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے میں نے تجھ کو رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لے گا

زنیرہؓ حضرت عمرؓ کے گھرانے کی کنیز تھیں اس وجہ سے حضرت عمر اسلام سے پہلے ان کو جی کھول کر ستاتے ابو جہل نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

نہدیہ ام عبیس یہ دونوں بھی کنیزیں تھیں اسلام لانے کے جرم میں سخت سے سخت مصیبتیں جھیلتی تھیں

حضرت ابو بکرؓ کے دفتر فضائل کا پہلا باب ہے کہ انہوں نے ان مظلوموں میں سے اکثر کی جان بچائی حضرت بلال، عامر بن فہیرہ، لبینہ، زنیرہ، نہدیہ، ام عبیس سب کو بھاری داموں میں خریدا اور آزاد کر دیا یہ لوگ وہ تھے جن کو قریش نے نہایت سخت جسمانی اذیتیں پہنچائیں

حضرت عثمانؓ جو کبیر السن اور صاحب جاہ و اعزاز تھے جب اسلام لائے تو دوسروں نے نہیں بلکہ ان کے چچا نے رسی سے باندھ کر مارا۔ حضرت ابو ذر جو ساتویں مسلمان ہیں جب مسلمان ہوئے اور کعبہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا تو قریش نے مارتے مارتے ان کو لٹا دیا۔ حضرت زبیر بن العوام جن کا مسلمان ہونے والوں میں پانچواں نمبر تھا جب اسلام لائے تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کے ناک میں دھواں دیتے تھے حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی سعید بن زید جب اسلام لائے تو حضرت عمرؓ نے ان کو رسیوں باندھ دیا۔ سعد بن وقاص فاتح ایران اگرچہ نہایت معزز اور اپنے قبیلہ میں نہایت مقتدر تھے تاہم کفار کے ستم سے محفوظ نہیں تھے ایک انگریز مورخ نے نہایت سچ لکھا ہے۔

عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد صلعم کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی کا آپ کے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو عیسیٰ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے جب عیسیٰ کو سولی پر لٹکایا گیا تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا دینی نشہ جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے برعکس اس کے محمد صلعم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کیلئے

خبریں
اخبار ختم نبوت

ٹھل میں ختم نبوت یوتھ فورس کا اجتماع

ٹھل: ختم نبوت یوتھ فورس لاڑکانہ ڈویژن کے رہنما مسٹر علی محمد یوتھ فورس ضلع جیکب آباد کے آرگنائزر عبدالعزیز ختم نبوت یوتھ فورس یونٹ جیکب آباد ٹھل، قصبہ گلشیر خان، باہو کھوسو کے کارکنوں کی ایک وفد نے آج ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری مجاہد نیاز احمد جنگلانی بلوچ سے ملاقات کی اور اپنے علاقے کی تنظیمی صورتحال سے آگاہ کیا۔ بعد میں صوبائی جنرل سیکرٹری مجاہد نیاز احمد جنگلانی نے وفد کو ہدایتیں دیں اور تنظیم کو منظم کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ بعد میں انہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل و کرم سے سندھ میں تنظیم ایک بار پھر منظم ہوتی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کے تمام اضلاعی ڈویژنوں بلکہ ہر ہر قصبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوتھ فورس کے کارکن پیدا ہو چکے ہیں

مسلم کالونی ربوہ میں تعزیتی اجلاس

آج مورخہ ۲۲ مئی بروز بدھ بعد نماز ظہر

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت خطیب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب چمن آبادی نے کی۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز قاری طالوت احمد جالندھری مدرس مدرسہ ختم نبوت کی تلاوت سے ہوا۔ علاقہ بھر کے معززین نے اجلاس میں شرکت کی جن میں محمد اقبال صاحب قریشی، کونسلر بلدیہ ربوہ ملک محمد شفیع صاحب، کونسلر بلدیہ ربوہ محمد نذیر خان کونسلر بلدیہ ربوہ چوہدری محمد سرور صاحب چوہدری محمد رفیق صاحب پٹواری۔ میاں غلام رسول صاحب مہر غلام محمد صاحب، مہر محمد نواز صدر شبان ختم نبوت، ٹی۔ آئی۔ کالج ربوہ محمد راشد جنرل سیکرٹری شبان ختم نبوت، ٹی۔ آئی۔ کالج ربوہ قابل ذکر ہیں شرکاء اجلاس نے حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ کے والد الحاج سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا اور کہا کہ ہم ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور کہا کہ مرحوم بہت نیک عابد و زاہد اور برگزیدہ شخصیت تھے۔ اپنے علاقے کی بہت مقبول شخصیت تھے۔ مرحوم کو عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ بے پناہ عشق تھا۔ اسی لیے مرحوم نے اپنے فرزند ارجمند کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وقف کر دیا اور وہ عرصہ دراز سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہیں اور مختلف محاذوں پر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

آخر میں قاری محمد یوسف صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ نے دعا کراتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قادیانی پرنسپل کو تبدیل کیا جائے

فیصل آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صوبائی وزیر تعلیم پنجاب عثمان ابراہیم سے مطالبہ کیا ہے کہ گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ میں مسلمان پروفیسروں کے تحفظ اور ان کی اے سی آر کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے قادیانی نواز پرنسپل کو فوری تبدیل کیا جائے اور قادیانی پروفیسروں کی اجارہ داری ختم کرنے کے لیے ان کے تبادلے کر کے مسلمانوں کو اس کالج میں تعینات کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں عالمی مجلس کے مطالبہ پر جولائی ۱۹۹۱ء کو اس وقت کے چیف منسٹر جناب میاں نواز شریف نے انکوائری کے احکامات جاری کیے تھے۔ جس پر ڈائریکٹر کالج فیصل آباد نے گورنمنٹ کالج آف سائنس اور گورنمنٹ کالج سمن آباد کے پرنسپلوں کو انکوائری آفیسر مقرر کیا تھا۔ جو کہ ہم عہدہ ہونے کی وجہ سے غیر جانبداری سے تحقیقات نہ کر سکے۔ اس کے بعد ڈائریکٹر نے پھر انہی لوگوں سے تحقیقات کرائی۔ جنہوں نے پرنسپل کی حمایت کی۔ جبکہ ۲۰ گریڈ کے کسی افسر سے تحقیقات کرانی چاہیے تھی۔ بعد ازاں ٹی آئی کالج ربوہ کے پرنسپل نے انتقامی کارروائی کے طور پر ۱۸ سال سے اعلیٰ ریکارڈ رکھنے والے مسلمان پروفیسر حاجی مقبول احمد کی اے سی آر خراب کر دی اور ان کو تبدیل کرا دیا۔ اور دو دیگر مسلمان از خود تبادلے کرا کر چلے گئے جس کا فوری ازالہ کیا جائے۔

جھنگ کے ڈپٹی کمشنر کو تبدیل کیا جائے

فیصل آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے ربوہ میں قادیانی غیر مسلموں کے کسی بھی قسم کا جلسہ اجتماع یا تبلیغی اور دیگر مذہبی تہوار منعقد کرنے پر زیر دفعہ ۱۴۴ دو ماہ کے لیے پابندی عائد کرنے کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت قادیانی مذہب کی کسی بھی طریقہ سے پابندی پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے اور کھیلوں اور دیگر اجتماعات کی صورت میں قادیانی مذہب کی تبلیغ اور تشہیر بند کرائی جائے۔ قادیانی ترجمان الفضل ربوہ کو بھی بند کیا جائے۔ جبکہ گزشتہ سال تحفظ امن عامہ آرڈیننس کے تحت صرف دو ماہ کے لیے الفضل بند کیا گیا تھا۔ بعد میں ڈپٹی کمشنر جھنگ نے میعاد میں توسیع کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے علاوہ انہی قادیانی آرڈیننس مجریہ ۸۴ء کے نفاذ سے قادیانیوں کے ہر قسم کے اجتماعات، جلسے جلوسوں، کھیلوں کشتی رانی پر پابندی تھی جبکہ موجودہ ڈپٹی کمشنر جھنگ نے قادیانیوں کو اجتماعات منعقد کرنے کی غیر قانونی اجازت دی تھی جس پر سخت احتجاج کیا گیا تھا۔ مقام افسوس ہے کہ تاحال مذکورہ ڈی سی کو تبدیل نہیں کیا گیا ہے۔ اور صوبائی حکومت قادیانیوں کی سرپرستی کر رہی ہے۔

نیاز احمد جھنگلانی کا دورہ

لاڑکانہ: ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری اور یوتھ فورس صوبہ سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری مجاہد نیاز احمد جھنگلانی بلوچ نے لاڑکانہ ڈویژن کا پانچ روزہ دورہ مکمل کر لیا اور درج ذیل شہروں میں خصوصی عمومی پروگرام کا اہتمام ہوا۔ جن میں لاڑکانہ، شکار پور، جیکب آباد، گوٹھ جنیر پور، تھل، کندھ کوٹ، کشمور شامل ہیں۔ صوبائی رہنما مجاہد نیاز احمد جھنگلانی بلوچ نے آخر میں صوبائی صدر محمد یعقوب انور کھوسہ سے ملاقات کر کے تنظیمی صورتحال سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں کھوسہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

ربوہ میں مسلمانوں کا تحفظ کیا جائے

فیصل آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے قادیانی جماعت کے خدام الاحمدیہ کی طرف سے ربوہ کی مسلم آبادی کو ہراساں کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی غیر قانونی سر

گرمیوں کی روک تھام کے لیے سخت کارروائی کی جائے اور ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن کو یاد رکھنا چاہیے جب مرزا طاہر احمد کی شہ پر خدام الاحمدیہ کے کمانڈروں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے نہتے طالب علموں پر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر حملہ کرکے شدید زخمی کر دیا تھا جن کو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پہ علاج معالجہ کیا گیا تھا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم راہنما مولانا تاج محمود مرحوم اور مولوی فقیر محمد نے فیصل آباد ریلوے اسٹیشن سے جو ختم نبوت تحریک چلائی تھی جو سارے ملک میں پھیل گئی تھی۔ اور جس کے نتیجہ میں قادیانی لاہوری ربوائی مرزائیوں کو دسمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا تھا اور دوسری ختم نبوت تحریک پر ۲۶۔اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی تھی جس پر مرزا طاہر احمد نے بھاگ کر انگریزوں کے پاس لندن میں پناہ لی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ۲۶ مئی کو جب سے امریکی قونصلیٹ جنرل رچرڈ کی ربوہ میں قادیانیوں سے ساز باز کرکے گیا ہے اس رات سے قادیانی غنڈے مسلمانوں کو زدوکوب کرتے ہیں اور مسجد محمدیہ ربوہ اور مسلم کالونی جامع مسجد میں بھی گھس آئے تھے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ربوہ میں مسلمانوں کا تحفظ کیا جائے۔

قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۲۶۔اپریل ۱۹۸۴ء سے نافذ ہوا ہے اس وقت سے قادیانیوں کی ملک دشمنی کھل کر سامنے آگئی ہے اور مرزا طاہر احمد لندن میں بیٹھ کر پاک ان خلاف زہر اگلتا رہتا ہے اور آئے روز نئی نئی سازش تیار کی جاتی ہے اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سائنسدان اور قادیانی ایم ایم احمد ملک سے باہر جاسوسی کرتے رہتے ہیں۔ اور یہودی اور ہندو لابی کے ساتھ مل کر امریکہ میں نام نہاد انسانی حقوق کی کمیٹی کو خرید لی اور ان گورنمنٹ والوں نے سنا کر غیر مسلم عیسائیوں کی ہمدردیاں حاصل کرتے ہیں انہوں نے قادیانی جماعت کو متنبہ کیا کہ اگر وہ خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے ہیں تو اندرون اور بیرون ملک ان کا تعاقب جاری رہے گا اور امریکہ اور برطانیہ قادیانیوں کو اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے غیظ و غضب سے نہیں بچا سکتے۔

ربوہ میں امریکی قونصلیٹ کے قادیانی لیڈروں سے خفیہ مذاکرات ملک و ملت کے لیے خطرہ کا الارم ہیں

پاکستان کی ملک دشمن جماعت سے مذاکرات پر امریکی قونصلیٹ کو ملک بدر کیا جائے

کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کی حفاظت کیلئے قادیانیوں کو فی الفور نکالا جائے۔ اور انکی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ اور دیگر جماعتوں کے راہنماؤں کا شدید ردِ عمل

چنیوٹ: قادیانی گیسٹ ہاؤس ربوہ میں امریکی قونصلیٹ کے سرکردہ قادیانیوں سے ہم گھنٹے طویل اہم خفیہ مذاکرات ہوئے قادیانیوں نے اس دوران سرکاری ایجنسیوں کے نمائندوں کو بھی اندر جانے سے روک دیا گیا تفصیلات کے مطابق اتوار کو صبح تقریباً ۱۱ بجے امریکی قونصلیٹ رچرڈ کی نے ربوہ شہر کا دورہ کیا۔ بعد ازاں وہ قادیانی گیسٹ ہاؤس پہنچے جہاں انہوں نے ربوہ کے سرکردہ قادیانیوں سے چار گھنٹے تک بند کمرے میں مذاکرات کیے۔ اس دوران جب سرکاری ایجنسیوں کے نمائندے اندر داخل ہونے لگے تو قادیانیوں نے انہیں سختی سے روک دیا۔ تاہم امریکی قونصلیٹ کے دورہ کے دوران قادیانی تنظیموں کے نوجوان پورا ہوں پر مسلح گشت دکھائی دے رہے تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ربوہ میں قونصلیٹ کی آمد کے موقع پر قادیانی حلقوں میں یہ بات بازگشت کر رہی تھی کہ پاکستان میں حالیہ شریعت بل کی منظوری کے بعد متوقع خطرات قادیانیوں کے لیے درد سر بن چکے ہیں جس میں مرتد کی شرعی سزا کا نفاذ بھی ممکن ہے اور اس تمام تر صورتحال سے قادیانی اپنے سربراہ مرزا طاہر کو آگاہ کر رہے ہیں۔ جبکہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مرزا طاہر نے شریعت بل کی منظوری کے بعد اپنے گروہ کے اراکین کو بیرون ملک منتقل ہو جانے کی ہدایت کر دی ہیں تاکہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد کسی اور عذاب کا شکار نہ ہو جائیں کیونکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور شریعت بل کی موجودگی میں قادیانی اپنی سرگرمیاں برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔ (نوائے وقت کراچی ۲۸ مئی ۱۹۹۱ء)

نااہل ڈائریکٹر کالجز اور شریف قادیانی کے خلاف کارروائی کی جائے

فیصل آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صوبائی وزیر تعلیم نبی عثمان ابراہیم سے مطالبہ کیا ہے کہ فیصل آباد بورڈ کی طرف سے ٹی آئی کالج ربوہ کے قادیانی غیر مسلم اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات شریف قادیانی کو اسلامیات کے پرچے بھیجنے کی تحقیقات کرائی جائے اور اگر شریف قادیانی غیر مسلم نے خود کو مسلمان ظاہر کرکے اسلامیات کے پرچوں کے نمبر لگائے ہیں تو اس کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی زیر دفعہ پاکستان کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔ انہوں نے ناصر شوق قادیانی غیر مسلم شماریات کو بی اے کے امتحانات کے لیے ٹی آئی کالج ربوہ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر کرنے کی بجائے کسی مسلمان پروفیسر کو نامزد کرنے کا مطالبہ کیا ہے جبکہ گزشتہ امتحان کے موقع پر بشارت احمد قادیانی کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا تھا جس نے قادیانی طلبہ کو نقلیں کروائی تھیں اور نااہل ڈائریکٹر کالجز کو مطلع کرنے کے باوجود کوئی کارروائی نہ کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مسلم اسلامیات

قادیانیوں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے

فیصل آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ آئین اور قانون کے تحت قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرانے کے لیے مؤثر کارروائی کی جائے اور ان کی اسلام دشمن اور تخریبی کارروائیوں و سرگرمیوں کو بند کرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جب سے امتناع

اور عربی کا مضمون نہیں پڑھا سکتے اور نہ ہی پرچوں پر نمبر لگا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں بورڈ کی نا اہلی کا بھی نوٹس لیا جائے۔ مولوی فقیر محمد نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ربوہ کے تعلیمی ادارے قادیانی جماعت کو کسی صورت واپس نہ کیے جائیں ورنہ تحریک چلائی جائے گی۔

بقیہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہے ہیں وہ بارگاہِ رب العزت میں بایں درجہ منظور و مقبول ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔ یہ آپ سے بیعت نہیں کر رہے ہیں بلکہ خود ہم سے بیعت کر رہے ہیں یہ جو آپ کے دستِ رحمت میں ہاتھ دے کر اپنی جانیں قربان کرنے کا عہد کر رہے ہیں یہ آپ کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے رہے خود ہمارا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے " ان الذین یبایعونک ...... ایدیھم (الفتح)

کبھی نہ بھولیے یہ انعامات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام پر فدا و قربان ہونے کے عزم پر مل رہے ہیں۔ اس موقع پر حضرت عثمان نے محبتِ نبی اور عشقِ رسول کا جو مظاہرہ کیا اس کا ایمان افروز جلوہ ملاحظہ ہو۔

" وہ مکہ تشریف لے گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو رشک ہوا کہ عثمان تو مزے سے کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے امید نہیں کہ وہ میرے بغیر طواف کریں ..... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ وغیرہ مکہ کے سرداروں سے ملتے رہے اور حضور کا پیغام پہنچاتے رہے۔ جب واپس ہونے لگے تو قریش نے خود درخواست کی کہ تم مکہ میں آئے ہو۔ تم طواف کرتے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو روکے گئے ہوں اور میں طواف کر لوں۔ قریش کو اس جواب پر غصہ آیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت عثمان کو روک لیا ...... یہاں یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں طواف کر لوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

کتنے روح پرور اور ایمان آفرین لفظ ہیں۔ عشقِ رسول میں پختگی اور محبتِ نبی میں وارفتگی کا اس سے بہتر مظاہرہ چشمِ فلک نے دیکھا ہو۔ مشکل ہے۔ بہت مشکل ہے۔

بقیہ : قربانی کے احکام

کہ دوسرا جانور اس کے بدلے خرید کر قربانی کرے۔

غریب ہے تو اسی جانور کی بھی قربانی کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳ قربانی کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لئے رکھے، ایک حصہ اپنے رشتہ داروں کو دے اور ایک حصہ فقراء و مساکین کو دے، لیکن اگر سارے کا سارا اپنے لیے رکھے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴ قربانی کی کھال کسی کو خیرات کے طور پر دے یا فروخت کر کے اس کی قیمت فقراء کو دے، البتہ اگر کسی دینی تعلیم کے مدرسہ اور جامعہ کو دیدے تو سب سے بہتر ہے کیونکہ علم دین کا احیاء سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۵ قربانی کی کھال کو اپنے مصرف میں بھی لایا جا سکتا ہے۔ اس طور پر کہ اس کا عین باقی رہے، مثلاً مصلیٰ بنائے یا رسی یا چھلنی بنائے، تو درست ہے۔

مسئلہ ۲۶ قربانی کی کھال کی قیمت مسجد کی مرمت یا امام و مؤذن یا مدرس یا خادم کی تنخواہ میں نہیں دی جا سکتی، نہ تو اس سے مدارس کی تعمیر ہو سکتی ہے اور نہ شفاخانوں یا دیگر رفاہی اداروں کی۔

مسئلہ ۲۷ قربانی کی کھال قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں

مسئلہ ۲۸ اگر قربانی کے تین دن گذر گئے اور قربانی نہیں کی تو اب ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے اور اگر جانور خریدا تھا مگر قربانی نہیں کی تو بعینہٖ وہی جانور خیرات کر دے۔

مسئلہ ۲۹ ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کے گوشت سے خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے

مسئلہ ۳۰ اگر کسی شخص کے امر کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کرے تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے امر کے بغیر قربانی میں شریک کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر حصہ داروں میں سے کوئی ایک صرف گوشت کی نیت سے شریک ہے تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۱ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتا ہے، البتہ کسی کو اجرت میں نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۳۲ گابھن جانور کی قربانی صحیح ہے اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو قربانی کی روح اور حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یہ ظاہری قربانی حقیقی قربانی کے لیے پیش خیمہ ہو اور ہم اس ظاہری و مادی قربانی کی طرح اللہ کے حکم پر اپنی جان کی قربانی کے لیے بھی ہمیشہ تیار رہیں۔

واللہ الموفق وصلی اللہ تعالیٰ
علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ
وصحبہ اجمعین۔

بقیہ : اخلاقی زوال

کارفرما ہیں۔ دورِ حاضر کو نا گوں فتنوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں بداخلاقی کا دور دورہ ہے، ملک میں منشیات فروشی، عریانی و بے حیائی، فواحش و منکرات، مرد و زن کے مخلوط اجتماعات، تھیٹر اور سینما، ریڈیو اور ٹیلی ویژن، قتل و ڈاکہ، رشوت و خیانت، جھوٹ اور بہتان طرازی، کہاں تک شمار کیا جائے۔ بے شمار برائیاں ہیں جن میں ہم مبتلا ہیں۔ عقل حیران اور انسانی ضمیر انگشت بدنداں ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق و عمل کا یہ نقشہ کیوں بگڑ گیا ہے اور پھر یہ بات کتنی تعجب خیز ہے کہ قوم کی نہ تو ان کے صحیح اسباب پر نظر ہے اور نہ ہی اس علاج کو اپنانے کو تیار ہیں جو قرآن مجید اور سنتِ نبوی نے تجویز کیا ہے :

معاشرہ میں اخلاق تدریجاً تب ہی فروغ پائیں گے جب معاشرہ میں خدمتِ خلق کا وسیع تصور پیش کیا جائے۔ رفاہی کاموں کی ترغیب دی جائے، برائی کا مکمل انسداد علیٰ منہاج النبوت کیا جائے، نشریاتی اداروں کی تطہیر اور فحش لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے، باہمی احترام اور رواداری کو عام کیا جائے، نیکی کی اشاعت صدقہ و انفاق کی ترویج، انسانی بنیادی حقوق کی فراہمی دولت کی منصفانہ تقسیم طبقاتی نظامِ تعلیم کا خاتمہ اور انصاف کا سہل حصول، اخلاق و کردار کی تعمیر میں ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

جنت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبوی ﷺ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں

الحدیث

پرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہوجانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی ازسرنو تعمیر کا کام شروع ہوچکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل وجان سے حصہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:- واضح رہے کہ دفتر ختم نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:- ۷۷۸۰۳۲۷

اکاؤنٹ نمبر ۴۷۲، الائیڈ بنک، بنوری ٹاؤن برانچ